Nawa-e-Sufia International

نوائے صوفیہ

E-edition انٹرنیشنل

شمارہ 132

جولائی2020ء

سفر میں ہو یا کہیں اور نوائے صوفیہ ساتھ ہے ہمارا





احیائے تصوف کا علمبردار اور اتحاد بین المسلمین کا نقیب

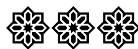
نوائے صوفیہ انٹرنیشنل ای۔ایڈیشن

بفیضان نظر حضرت علامہ بشیر براہ والے قدس سرہ العزیز

شمارہ: 132 جولائی 2020ء

مدیر اعلیٰ	غلام حسن حسنو
بتعاون	شعبہ نشر واشاعت علماء سپریم کونسل
ناشر	شاہ ہمدان تحقیقاتی ادارہ برائے تصوف
ویب سائیٹ	www.nawaisufia.com
فیس بک	www.fb.com/nawaesufia
ای میل	articles@nawaisufia.com

مضامین موبائل اور ای میل کے علاوہ موبائل ایپلیکیشن اور ویب سائٹ سے اپ لوڈ کر سکتے ہیں۔



فہرست مضامین

تعارفِ مخطوطات

تلخیص مقالہ / تحقیقات تصوف

تبلیغ و اشاعت

شخصیات



تفکر و تذکر

ہیں کوئی ہمیں مدد دینے والا؟

ادار یہ

الحمد للہ میری ادارت میں نوائے صوفیہ شمارہ نمبر 132 ویب ایڈیشن نذر قارئین ہو رہا ہے۔ اس سے پہلے نوائے صوفیہ شمارہ 131 بوجوہ آن لائین ریلز کیا گیا قارئین نوائے صوفیہ نے جس طرح اس کی پذیرائی کی وہ ہمارے لئے انتہائی حوصلہ افزا رہا آن لائین ہونے کے دس دن بعد کی اطلاع یہ ہے کہ یہ جریدہ 7000 سے زائد لوگوں نے اپنے اپنے موبائل اور لیپ ٹاپ میں ڈاؤن لوڈ کر دیے ہیں اور یہ سلسلہ ابھی زور شور کے ساتھ جاری ہے۔ اگر یہی صورت حال رہی تو انشاء اللہ ہم اس جریدے کو اور بھی مفید، جاذبِ فکر و نظر اور دلچسپ بنانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

نوائے صوفیہ سلسلہ نور بخشیہ کا ترجمان ہی نہیں بلکہ تصوف و عرفان کا ترجمان ہے۔ یہ سلسلہ انشاء اللہ آئندہ بھی جاری رہے گا۔ ہماری توجہ سلسلۃ الذہب الصوفیہ کی جانب مرکوز ہے جس کے تمام سلاسل تصوف میں Main Stream ہونے میں کسی کو کلام نہیں ہے۔ سلسلۃ الذہب الصوفیہ ہی تصوف کی شہہ رگ ہے۔ باقی تمام اس کے سلاسل اور شاخیں ہیں اس کے مشائخ علوم ظاہری و باطنی دونوں کے جامع اور تحریر و تقریر دونوں کے دھنی ہیں۔ وہ زبانی طور پر دین اسلام کی تبلیغ واشاعت کا فریضہ سرانجام دینے کے علاوہ خلق خدا کی رشد و ہدایت کے لئے قلم و قرطاس بھی سنبھالتے ہیں اور تحریر کے ذریعے اپنے ظاہری و باطنی واردات، مشاہدات، معائنات اور تجربات کو آئندہ نسلوں کے لئے محفوظ فرماتے ہیں گویا یہ مشائخ وقتی ضرورتوں اور مصلحتوں کو پورا کرنا کافی نہیں سمجھتے بلکہ مستقبل اور قیامت تک کی نبی نوع انسان کی رشد و ہدایت اور فلاح و بہبودی اور تقاضوں پر ان کی نظر ہے چنانچہ گردشِ ایام کی تمام ترچیرہ دستیوں، تاتاریوں جیسے وحشی حملہ آوروں کی تباہ کاریوں و بربادیوں کے باوجود سلسلۃ الذہب

> **نوائے صوفیہ**
>
> سلسلہ نور بخشیہ کا ترجمان ہی نہیں بلکہ تصوف و عرفان کا ترجمان ہے۔

الصوفیہ کی علمی سرمایے کا ایک بڑا حصہ آج بھی عالمی لائبریریوں میں مخزون، محفوظ اور دستیاب ہے اور ہر سال ان میں سے کچھ تعداد چھپ جاتی ہیں اور شائقین علم وادب اور عاشقینِ تصوف و عرفان کے مبارک ہاتھوں میں پہنچ جاتی ہیں۔

اگرچہ مشائخِ سلسلۃ الذہب الصوفیہ کے علمی سرمایے کا بہت بڑا حصہ امتداد زمانہ کے ہاتھوں تلف ہوچکا ہے اور جو قلیل حصہ موجود ہے اس کا قلیل حصہ اب تک چھپ کر شائقین تک پہنچ چکی ہے ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ جن 7000 لوگوں نے نوائے صوفیہ ڈاؤن لوڈ کیے ہیں ان تک یہ علمی آثار پہنچانے کا مشن ہمیں درپیش ہے۔ ہمارے علمائے کرام میں سے اکثر ملازمت بالخصوص تعلیم و تدریس کے شعبے سے وابستہ ہیں، تعلیمی ادارے بند ہیں کب کھلیں گے کچھ نہیں کہا جا سکتا چنانچہ علمائے کرام کے لئے "ہاتھ پر ہاتھ منتظر فردا" رہنے کی بجائے تحریری کام کرنا چاہیے ہمارے خیال میں تحریری کام کرنے کا اس سے زیادہ بہتر موقع نہیں مل سکتا۔ ھَلْ مِنْ نَاصِرٍ یَّنْصُرُنَا۔ کیا ہیں کوئی ہمیں مدد دینے والا! علمائے کرام کو چاہیے کہ اس مشن میں ہمارا دست و بازو بنیں اس سنہرے موقع کو غنیمت جانیں۔

کورونا وائرس کے بارے میں یہ بات طے ہو چکی ہے کہ یہ انسان کے ہاتھوں لیبارٹری میں خود کاشتہ وپرداختہ جنین ہے لیکن اب یہ کسی کے قابو میں نہیں۔ اس کے پیچھے انتہائی ذہین، لائق وفائق اور منظم سازشی لوگ ہیں عالمی سطح پر جس طرح پروپیگنڈہ کیا جاتا رہا اور کر رہا ہے اور اس وبا کی ہلاکت آفرینیوں کی جس انداز میں تشہیر کی جارہی ہے اور اس کے ویکسین کی تیاری کے بارے میں جو قیاس آرائیاں کی جارہی ہیں اور سوشل میڈیا پر طرح طرح کے ٹوٹکوں، تجزیوں اور نت نئے تجربوں کا غوغا ہے ان سب سے یہ راز طشت از بام ہو چکا ہے کہ بے شک وشبہہ یہ ایک بہت بڑی عالمی سازش ہے۔

جہاں اس وبا نے عالمی طاقتوں کو بے بس کر کے رکھ دیا ہے نمرود جیسے خدائی کے دعویدار کو ہزاروں سال پہلے ایک مچھر نے ناک میں گھس کر بے بس کر دیا تھا اور انسانی غرور و نخوت کی ناک کٹوا دی تھی آج کی عالمی مستکبرین کو ایک وائرس نے منہ میں گھس کر بے بس کر کے رکھ دیا ہے مٹی پر ناک رگڑوا رہا ہے وہاں دین اسلام

کی عظمت وسطوت، ابدی وفطری اورآفاقی نظامِ صحت وصفائی کو یوں واضح اورآشکار کر دیاہے کہ ایٹمی اور سائنسی قوتوں کو بے بس کرنے والے وائرس کو ہاتھ منہ دھونے (وضوو غسل) جیسے سستے اور فطری عمل سے قابو کیا جاسکتاہے۔

معلوم اطلاعات کے مطابق یہ وائرس انسانی اعصابی نظام اور قوت مدافعت پر حملہ آور ہوتا ہے وہی بچ جاتاہے جو قوت ارادی اور قوت مدافعت میں مضبوط و مستحکم ہو کیونکہ قسم قسم کے امراض کا شکار اور معمر افراد ان میں کمزور ہوتے ہیں چنانچہ یہی زیادہ تر اس کا شکار ہو جاتے ہیں اور یہ بھی کہا جارہاہے کہ یہ مشہور سائنس دان ڈارون کے اس نظریۂ اصلح پر مبنی ہے جس میں اس نے بقائے اصلح کا نظریہ پیش کیا تھا جس کے تحت مفید چیز کے رہ جانے اور غیر مفید کے ختم ہو جانے کا تصور پیش کیا تھا۔ حالانکہ یہ تصور ڈارون کا نہیں۔ دراصل آج سے چودہ سو سال قبل اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں یہ تصور پیش کیا تھا۔ خالق کائنات فرماتاہے کہ:

وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ (سورۃ الرعد:۱۷)

اور لوگوں کو فائدہ دینے والی چیز دنیامیں رہ جاتی ہے۔

اس وائرس کے پھیلاو اور تباہ کاریوں سے یہ اندازہ کیا جاسکتاہے کہ ترقی یافتہ ملکوں کے معمر اور ترقی پذیر و پسماندہ ملکوں کے بیمار لوگوں کی بڑی تعداد اس عالمی سازشی وائرس کی بھینٹ چڑھ جائیں گی اور جو بچ جائیں گے وہ صحتمند اور غیر معمولی صلاحیتوں والے لوگ ہوں گے۔ اس تمام صورت حال میں ہمیں انہی احتیاطوں پر عمل کرنی چاہیے جو ماہرین اورڈاکٹر کہتے ہیں سماجی فاصلہ برقرار رکھنا اب تک سب سے مفید اور کارگر ثابت ہوا ہے۔ مغربی ممالک میں نائٹ کلبوں اورمادر پدر آزاد تفریحی مقامات پر ہجوم نے تباہی مچائی ہے جبکہ مسلم ممالک بالخصوص پاکستان میں رمضان المبارک میں تراویح جیسی عبادات میں سماجی فاصلوں کو مد نظر رکھنے کی وجہ سے کچھ نہیں ہوا البتہ عید کی شاپنگ اوراجتماعات میں ان احتیاطوں کو نظر انداز کرنے کاافسوسناک نتیجہ اب سامنے آرہا ہے ۔اس لئے ان احتیاطی تدابیر کو جنہیں SOP کا نام دیا جاتا ہے ،خطرے کی موجودگی تک اختیار کرنا چاہیے۔ اسی میں ہم سب کی بہتری اور بھلائی مضمر ہے۔



القــرآن

تفسیر نجم القرآن مقدمہ

حضرت شیخ علاوالدولہ سمنانیؒ
ترجمہ: مولانا علی محمــد ہادی

گزشتہ سے پیوستہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے خطاب ہو تو کیا کرے؟

اور جب کبھی تُو ان آیات کو سنے جو ابراہیم علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہیں تو انہیں اپنے اس لطیفۂ قلبیہ سے سن لے جو سچی دوستی کے خلعت کا سزاوار ہے۔ سچے دوست ربِ جلیل کے حکم کی تکمیل کے لیے تیار رہ تاکہ سچی دوستی میں رخنہ نہ پڑے اور ماسوی اللہ کی جانب رخ کرنے کی بنا پر خلیل جس سے مراد حسی اور عقلی دلائل سے لطیفۂ قلبیہ ہونا ثابت ہے، کے وجود سے دوستی کا خلعت چھن نہ جائے، تب تیرا خلیل ہی تیرا رہنما بن جائے گا۔

جب خطاب حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہو تو کیا کرے؟

اور جب تُو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مکالمات، مناجات اور موسیٰ علیہ السلام کے حالاتِ زندگی سے متعلق قرآنی آیات سنے تو انہیں اپنے وجود کے لطیفۂ سِرّیہ کی مدد سے سن لے اور اس خطاب کے ضمن میں جو جو احکامات ہیں ان کی ادائیگی میں مشغول ہو جا تاکہ سامری کا بچھڑا یعنی ہوا و ہوس تیرے قویٰ کی امتوں کو گمراہ نہ کرے۔

جب خطاب حضرت داؤد علیہ السلام سے ہو تو کیا کرے؟

جب تُو حضرت داؤد علیہ السلام سے مخصوص خطاب اور آپ علیہ السلام کو درپیش امتحانات کے بارے میں سنے تو انہیں اپنے لطیفۂ روحیہ کی مدد سے سن لے۔ لطیفۂ روحیہ ہی تو ہے جس نے داؤد علیہ السلام کو الفاظ وعبارت کے لباس میں وارداتِ ربانی کی ذرہ سازی کی صنعت سکھائی تاکہ جھوٹے ظن و گمان کی تلواروں، فاسد خیالات کے نیزوں اور شیطان کی کمان سے نکلے ہوئے شکوک وشبہات کے تیروں سے اس کے معنوی قویٰ محفوظ رہیں اور جو کچھ اس خطاب کے ضمن میں احکامات ہیں ان کو یقین کامل سے مان لے تاکہ مادی

امور میں مشغولیت سے حاصل ہونے والے شکوک تجھے اپنے پیارے اللہ سے بدکانہ دیں۔جو شخص جسم کا کہامانتا ہے آخر وہ روحانیت سے دُور ہو جاتا ہے اور جسم ہی کا ہو کر رہ جاتا ہے۔

جب خطاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہو تو کیا کرے؟

اور جب تُو ان آیات کو سنے جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات وواقعات ہیں اور اس خطاب کو سنے جس میں پروردگار نے انہیں تنبیہ کی ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰـهَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ (المائدہ:۱۱۶)

(اے عیسیٰ علیہ السلام!) کیاتُونے لوگوں سے کہا تھا کہ اللہ کو چھوڑ کر مجھے اور میری ماں کو معبود بنالیں؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جو حال عطا ہوا تھا اس میں وہ لوگ غلطی کر جاتے ہیں۔انہوں نے صورت ومشاہدے والی روح کے واسطے اور لطیفۂ خفیہ کے ظہور کے بغیر مادرِ بدن کی قابلیت اور ربِ تعالیٰ کی فاعلیت کو اس آنکھ سے دیکھا جس میں نورِ ایمان کا سرمہ نہ ڈالا گیا تھا، اس لیے انہوں نے حق تعالیٰ کی شان میں باپ ہونا، ماں ہونا اور بیٹا ہونا (اقانیم ثلاثہ) ثابت کیا اور کہا!

اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ (المائدہ:۷۳) اللہ تعالیٰ کا تین میں سے تیسرا۔

اور تینوں اقانیم کے یک جان ہونے کے قائل ہوئے۔اس کے برخلاف ماضی کی امتوں نے جن کا خاص تعلق لطیفۂ سریہ سے تھا حضرت عزیر علیہ السلام کے خداتعالیٰ کا بیٹا ہونے کا گمان کیا۔یہ غلطی لطیفۂ سریہ اور لطیفۂ خفیہ کے غیبوں کو رسائی پانے والے غیر کامل واصلین سے ہوئی کیونکہ لطیفۂ سریہ اور لطیفۂ خفیہ کے غیوب جسمانی کدورات سے پاک اور سری وقدسی تجلیات سے آراستہ ہوتے ہیں۔

تو تُو:

۱۔ انہیں اپنے وجود کے لطیفۂ سرِّ خفی کی مدد سے سن لے۔

۲۔ نورِ قدسی کے ظہور پر اپنے دماغ سے دھوکہ اور غرور کے کو نکال دینے لیے تیار رہ۔

۳۔ اور حسنِ ادب کے ساتھ یوں معذرت خواہی کر:

تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِكَ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ (المائدہ:۱۱۶)

اے اللہ! اگر واقعی میں نے کہا ہے تو تُو جانتا ہے۔ جو کچھ میرے جی میں ہے، تجھے اس کا علم ہے اور جو کچھ تیرے جی میں ہے مجھے اس کا علم نہیں۔ بے شک تُو سارے غیبوں کا جاننے والا ہے۔

کیونکہ غیب خفی اگرچہ روحی، سری، قلبی، نفسی اور قالبی پانچوں غیبوں کو محیط ہے مگر وہ خود غیب الغیوب جو کہ لطیفۂ حقیہ کا غیب ہے، کے لپیٹ میں ہے۔

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (المائدہ:۱۱۸)

اگر تُو انہیں عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تُو انہیں بخش دے تو تُو بے شک غالب حکمت والا ہے۔

یعنی جو بات انہوں نے اپنی نادانی کی بنا پر کی ہے اس کی وجہ سے تُو ان کو عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر ان کی بصیرت کی آنکھ سے جہالت کا پردہ ہٹا کر انہیں بخش دے، تاکہ وہ اپنے وہم و گماں سے باز آجائیں تو تُو بے شک غالب حکمت والا ہے۔

یعنی تُو اپنے ہر امر پر غالب ہے۔ تُو انہیں مفت بخش دینے پر قادر ہے لیکن تجھ سے کوئی ایسا امر صادر نہیں ہو سکتا جو حکمت سے خالی ہو کیونکہ حکمت کے بغیر قدرت کی کرشمہ سازی نہیں ہوتی۔ پس جب اللہ تعالیٰ اپنے علم ازلی میں حکمت کے تحت کسی چیز کے ظہور کا ارادہ کرتا ہے تو وہ ٹھیک اسی وقت قدرتِ نافذہ سے ظہور پذیر ہوتی ہے۔ جو ارادۂ خداوندی کے امر کی تابع ہے جبکہ ارادۂ خداوندی حق تعالیٰ کی بارگاہِ علم سے محکم و مضبوط ہو کر کیا جاتا ہے۔

جب خطاب حضور ﷺ سے ہو تو کیا کرے؟

جب تُو ان آیات کو سنے جن میں محبوبِ خدا ﷺ سے خطاب ہے اور ان اشارات کو جو آپ ﷺ سے مخصوص ہیں تو:

۱۔ اپنے وجود کے اس لطیفۂ حقیہ سے سنے جس کو بارگاہِ نقطۂ واحدیہ کے فیضانِ وجود سے خصوصی نسبت ہے۔ نقطۂ احدیہ بارگاہِ نقطۂ ذاتیہ کا نائب مناب ہے جو تمام لطائف میں حقوق کے کھل مل جانے کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ جملہ لطائف ایک ایسی اصل میں جمع ہیں۔

فِیۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمٍ (التین:۴) جس کو حق تعالیٰ نے بہترین شکل میں پیدا کیا ہے۔

اسی کو آخری الٰہی ترکیب ہونے کا شرف حاصل ہے اور انسان ہی کو موالیدِ ثلاثہ یعنی جمادات، نباتات اور حیوانات

میں انتہائی درجہ حاصل ہے تاکہ وہ مثالی اکتسابی بدن کمال کو پہنچے جو فنا ہونے والے بدنِ خاکی کے رِحم کا بچہ ہے۔بدنِ اکتسابی اس قلبِ حقیقی کے بچہ کے لیے رِحم کی حیثیت رکھتا ہے جس سے کافر محروم ہوتے ہیں۔بدنِ مثالی اکتسابی اس گوہرِ خودی کا صدف ہے جو آئینۂ حق نما بننے کا سزاوار ہے اور عالم اجسام کے سمندر میں پھینکا گیا ہے۔

۲۔ قرآن مجید میں میرے پیارے رب نے تجھے جو حکم دیا ہے اس امانت کو اپنے قوٰی کی اُمت تک پہنچادے۔

۳۔ اور اپنی اس اُمت پر سخت گیر اور ترش رو نہ ہو۔

۴۔ اور تُو ان پر وکن لھم رءوفا رحیما مہربان اور شفقت والا ہو جا۔

۵۔ وحی پوری ہونے سے پہلے قرآن کو اخذ کرنے میں جلد بازی نہ کر۔

۶۔ اور اسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھ۔

۷۔ قرآن کے بیان میں بھی جلد بازی نہ کر کیونکہ اس کا بیان پیش کرنے کی ذمہ داری ہمارے اوپر ہے۔

فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ۝ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ۝ (القیامۃ:۱۹-۱۸)

پس جب ہم اس کی قرأت کریں تو اس قرأت کی پیروی کر پھر اسے بیان کر دینا ہمارے ذمے ہے۔

۸۔ کفار کی ہدایت کی طمع نہ کر کیونکہ:

اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ (القصص:۵۶) تُو اسے ہدایت نہیں دے سکتا جسے تُو چاہتا ہے۔

۹۔ یقین کرلے کہ :ان الشقی شقی فی الازل والسعید سعید لم یزل۔

بے شک بد بخت انسان ازل ہی سے بد بخت ہوتا ہے اور نیک بخت انسان ازل ہی سے نیک بخت ہوتا ہے۔

۱۰۔ حسبِ ارشادِ خداوندی:

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ؕ (الانعام:۵۲)

جو لوگ صبح و شام اپنے پروردگار کو پکارتے رہتے ہیں اور اسی کی رضا چاہتے ہیں تُو انہیں ہرگز نہ چھوڑ۔

یعنی حقوقِ الٰہیہ کی پاسداری کرنے والی اپنی ان قوتوں کو ہرگز ضائع نہ ہونے دیجیے جو لطیفۂ حقیہ کی

مخصوص آلائش سے پاک ہیں۔

مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ (الانعام:۵۲)

تجھ پر ان کا کوئی حساب نہیں اور نہ تیرا ان پر کوئی حساب ہے۔

کیونکہ وہ تجھ سے محض اس لیے عداوت رکھتے ہیں کہ میں تجھ سے پیار کرتا ہوں۔ چنانچہ تُو اگر :

فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُونَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ (الانعام:۵۲)

یعنی ان قوٰی کو ضائع کر دے تو تُو آلائش کی خاطر حقوق پر ڈاکہ ڈالنے والوں میں سے ہو جائے گا۔

۱۱۔ باطل قوتوں کو جو دراصل اہلِ حق کے دشمن ہیں، سختی سے کچل دینے اور اہل حق سے جو حقیقت میں اللہ کے سچے دوست ہیں، نرمی و مہربانی کرنے میں ان اشارات پر چل جو ذاتِ حق کی طرف سے ہو رہے ہیں۔

۱۲۔ تیری پاکیزہ قوتوں کو جنہیں:

أُمَّةً وَّسَطًا (البقرہ:۱۴۳) درمیانی اُمت

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ، (ال عمرٰن:۱۱۰) بہترین اُمت

شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ (البقرہ:۱۴۳) سارے لوگوں پر گواہ

وانت علیھم شد، اور تُو ان پر گواہ

ہونے کا شرف حاصل ہے، اچھے اچھے کاموں کا حکم دیا کر اور برے رویوں سے منع کیا کر۔

<u>اندرونی قوتوں کے تین گروہ</u>

یقین جانیے کہ ساتوں لطائف میں سے ہر ہر لطیفہ کی مخصوص قوتوں کی ایک اُمت ہوا کرتی ہے۔

<u>مومن گروہ:</u> وہ تمام قوتیں جو اعتدال کی حالت پر قائم ہوں، مومن اُمت ہیں۔

<u>کافر گروہ:</u> وہ تمام قوتیں جو انحراف کے راستے پر گامزن ہیں، کافر اُمت ہیں۔

<u>منافق گروہ:</u> وہ تمام دورنگی قوتیں جو اعتدال پر استوار ہیں اور نہ ہی انحراف پر، منافق اُمت ہیں۔

نبی کون ہوتا ہے؟

وہ قوت قریبہ جو اعتدال میں اصل لطیفہ ہی کی حقیقت کی مشابہ ہے، اس کا شمار ان انبیاء میں ہے جنہوں نے سارے قوٰی کی اُمتوں کو صاحبِ لطیفہ کے دین کی طرف دعوت دی ہے۔ صاحبِ لطیفہ وہ (اولوا العزم نبی) ہے۔ جس کی قوتوں میں سے ایک قوت قوتِ داعیہ ہے۔

جس طرح آفاق میں آدم علیہ السلام کے بعد آنے والے انبیاء علیہم السلام نے اپنے باپ حضرت آدم علیہ السلام کے دین کی طرف لوگوں کو بلایا، یہاں تک کہ نبوت کی باری حضرت نوح علیہ السلام کو پہنچی تو آپ نے حق تعالیٰ کی وحی سے ایک شریعت کی بنیاد رکھی اور ایک ایسا فروعی دستور وضع کیا جو اپنے زمانے کے لوگوں کی استعداد کے قریب تھا، اور پہلے والی شریعت سے واضح تر تھا۔ پھر ہر نبی نے اپنی اُمت کو آپ ہی کی شریعت کے مطابق دعوتِ حق دی یہاں تک کہ نبوت کی نوبت حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پہنچی۔ آپ کے بعد جتنے بھی انبیاء تشریف لائے، سب نے حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی کی شریعت کے تحت لوگوں کو حق کی دعوت دی، تا آنکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت کی باری ملی۔ آپ کے بعد کے تمام انبیاء علیہم السلام نے آپ ہی کی شریعت کے مطابق دعوت الی اللہ کا فریضہ انجام دیا، یہاں تک کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی نبوت کی باری آئی۔ آپ کو زبور عطا ہوئی۔ آپ نے سارے لوگوں کو تورات کے احکام کے ساتھ ساتھ زبور میں موجود خصوصی احکام کے تحت دعوتِ حق دی۔ اسی طرح آپ کے بعد تمام انبیاء دعوت الی الحق کے معاملے میں آپ ہی کے طریقے پر چلے، تا آنکہ آمدِ احمد ﷺ کی بشارت دینے والے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کی باری پہنچی۔ آپ کے بعد آپ کے حواریوں نے لوگوں کو ان احکامات کے مطابق دعوت دی جو انجیل میں ثبت تھے، یہاں تک کہ صاحبِ لواء الحمد خاتم الانبیاء وسید المرسلین محبوب رب العٰلمین ﷺ کی بعثت ہوئی۔ آپ ﷺ کی شریعت پر تمام شریعتیں منسوخ ہوئیں اور آپ ﷺ کی نبوت کے ساتھ نبوت پر آخری مہر ثبت ہوئی، تو آپ ﷺ کی اُمت کے علماء کو بنی اسرائیل کے انبیاء کا درجہ عطا ہوا، جنہوں نے آپ ﷺ کی روشن، سیدھی، کشادہ اور آسان شریعت کے مطابق لوگوں کو صراطِ مستقیم کی طرف بلایا۔ علمائے اُمت کے خلفاء کا لوگوں کو دعوتِ حق دیتے رہنے کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا، کیونکہ دینِ اسلام جو دینِ فطرت ہے، اپنے کمالات کے حوالے سے انسان کی مانند ہے، جسے خاتم المو الید ہونے کا شرف حاصل ہے، اور جس پر کسی چیز کا اضافہ ممکن ہے اور نہ ہی اس

سے کسی چیز کو کم کرنے کی گنجائش ہے۔ اگر اس میں کمی بیشی ہو جائے تو اس کی خلقت ڈراونی ہو جائے گی، صورت بگڑ جائے گی اور اس کی ساخت میں رخنہ پڑ جائے گا۔

دو دائرے

اللہ تعالیٰ نے تمام کمالات کو دین اسلام ہی میں جمع کر دیا ہے۔ اس کے ظاہری نقطے کے وجود پر نبوت کا دائرہ بنا ہے اور اس کے مرکز میں موجود باطنی نقطے پر ولایت کا دائرہ بنایا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا:

يَا عَلِيُّ! إِنَّ اللّٰهَ قَالَ لِيْ: يَا مُحَمَّدُ! بَعَثْتُ عَلِيًّا مَّعَ الْاَنْبِيَآءِ بَاطِنًا وَمَعَكَ ظَاهِرًا۔

اے علی علیہ السلام! بے شک اللہ نے مجھ سے فرمایا: اے محمد ﷺ! میں نے علی علیہ السلام کو تمام انبیاء کے ساتھ باطنی طور پر اور تیرے ساتھ ظاہری طور پر بھیجا ہے۔

آپ ﷺ کے علی علیہ السلام کو دیے ہوئے ارشاد:

اَنْتَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰى وَلٰكِنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدِيْ۔[1]

تجھے مجھ سے وہی نسبت حاصل ہے جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی۔ ہاں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

میں اسی حقیقت کی صراحت ہے، تاکہ لوگ جان لیں کہ نبوت کا دروازہ بند ہو گیا ہے اور ولایت کا دروازہ کھول دیا گیا ہے۔ علی علیہ السلام کو تمام انبیاء کے ساتھ باطنی طور پر بھیجنے میں اس سرّ ولایت کی طرف اشارہ ہے جو محمد ﷺ کے بعد آشکارا ہوا، کہ آپ ﷺ کی اُمت کے علماء ہی جو در حقیقت اولیاء اللہ ہیں، دائرۂ ولایت کے سیاہ وسفید بن کر لوگوں کو دعوتِ حق کا فریضہ انجام دینے والے ہیں۔ لطیفۂ حقیہ ہی الحق المبین کا وہ افق ہے جس سے تجاوز کر جانا ممکن نہیں ہے۔ چنانچہ ہم نے یہ بات وضاحت سے کر دی ہے کہ ممکن کا واجب ہو جانا ممکن نہیں ہے۔

۱۔ حدیث البراء وزید: اخرجہ الطبرانی (203/5، رقم 5095) ۔ وحدیث سعد بن ابی وقاص: اخرجہ الطیالسی (ص28، رقم205)، واحمد (179/1، رقم 1547)، والبخاری (1359/3 رقم 3503)، ومسلم (2404/4)، والترمذی (641/5، رقم 3731) وقال: حسن وابن ماجہ (42/1، رقم115)، وحدیث اُم سلمۃ: اخرجہ الطبرانی (377/23، رقم 892)، وابویعلی (310/12، رقم 6883)

محمدی کون ہے؟ ہر وہ شخص جو:

۱۔ اپنے ہی لطیفۂ حقیہ کو پہچان چکا ہو۔

۲۔ سیر و سلوک، معنوی پرواز اور جذبۂ حق کے ذریعے لطیفۂ حقیہ کو رسائی پا چکا ہو۔

۳۔ باطلِ نسبی کی آلائشوں سے اس کے لطائف کی قوتیں پاک ہوں۔

۴۔ خالص حقوق کے ذریعے اس کے لطائف کو جلا ملی ہو، وہی حقیقی محمدی ہے، ورنہ تیرے اس اقرار:

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

سے تجھے اپنے محمدی ہونے کا ہرگز زعم نہیں ہونا چاہیے۔

اس بات کا یقین کر لینا تجھ پر واجب ہے کہ تُو جس لطیفہ تک پہنچا ہے، اسی پر ٹھہر چکا ہے اور اسی پر قناعت کر رہا ہے، تو تُو اسی لطیفہ کے گروہ میں سے ہو گا اور اسی لطیفہ کی مخصوص قوتوں کی اُمت کے خصوصی انعامات سے تجھے نوازا جائے گا۔ اگر تُو آج مصطفی ﷺ کے دین کے موافق چل رہا ہے تو کل آپ ﷺ ہی کے جھنڈے تلے تیرا حشر ہو گا اور اگر تجھے آلائش سے اپنی قوتوں کو پاک کرنے کی توفیق نہیں ہوئی ہے تو تجھے وہ عذاب دیا جائے گا جو اس لطیفہ کی ان قوتوں کے ساتھ خاص ہے جن کا ابھی تزکیہ نہیں ہوا ہے۔ میری اس بات پر کوئی بھی اس وقت تک ایمان نہیں لاتا جب تک وہ راہِ سلوک طے کر کے اس بات کا کھل کر مشاہدہ نہیں کر لیتا، جو اس نے میرے بیان سے سن لی ہے۔ اللہ ہی تو ہے جس سے مدد مانگی جائے اور اسی پر ہمارا بھروسہ ہے۔

آگاہ رہ! کہیں ایسا نہ ہو کہ شیطان تیرے دل میں ان باتوں کے آفت ہونے کا القا کرے، پھر تُو بھٹک جائے گا اور بد بختی کا شکار ہو جائے گا۔

تفسیرِ قرآن کا منکر

یقین کر لے کہ جو عالمِ اجسام میں قرآنِ پاک کی ظاہری تفسیر کا انکار کرے وہ گستاخ قسم کا زندیق اور باطنی ہے۔ جو شخص قرآن پاک کی ظاہری تفسیر کو تو مانتا ہے، مگر عالمِ انفس میں کی جانی والی اس کی باطنی تفسیر کا انکار کرتا ہے، وہ منکر اور جاہل مشبہی ہے۔ جو شخص قرآن پاک کے ظاہر و باطن کو جمع کرنے کا قائل ہے وہ سعادت مند، پابندِ سنت مسلمان ہے۔ جو عالمِ جبروت میں قرآنِ پاک کی حد سے آگاہ ہے وہ ہدایت یافتہ مومنِ عارف ہے، اور جس شخص کو عالمِ لاہوت میں قرآن مجید کے مطلع کی اطلاع ہو وہ کامل احسان والا، ساری اُمتوں پر

گواہ، غیبوں پر مطلع اور مظہرِ صفاتِ حمید و مجید ہے۔

قرآن پاک کی ظاہری تفسیر کا تعلق خلافت سے ہے، اس کی باطنی تفسیر کا تعلق ولایت سے ہے اور حدِ قرآن کی تفسیر کا تعلق وراثت سے ہے، جبکہ قرآنِ مجید کے مطلع کی تفسیر کا تعلق محبوبیت سے ہے، جس کی طرف اشارہ محبوبِ کبریا خاتم الانبیاء وسید المرسلین ﷺ نے حدیثِ قدسی میں یوں فرمایا ہے:

لَا يَزَالُ الْعَبْدُ يَتَقَرَّبُ اِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى اُحِبَّهُ فَاِذَآ اَحْبَبْتُهُ كُنْتُ لَهُ ۔۔۔۔۔ الی آخر الحدیث [2]

بندہ ہمیشہ نوافل کے ذریعے میرے قریب آتا ہے حتیٰ کہ میں اس سے پیار کرنے لگتا ہوں اور جب میں اس سے پیار کرتا ہوں تو میں اس کے کان، اور آنکھ بن جاتا ہوں۔۔۔۔۔

لطائف کے حقائق کی موجودگی

تجھ پر ایسے جھوٹے خیالات کا غلبہ نہ ہونا چاہیے کہ صاحبِ لطیفۂ قالبیہ کو دوسرے لطائف کے حقائق سے بے بہرہ ہونا چاہیے، تاکہ تُو غلطی سے بچا رہے۔ جان لے! ہر صاحبِ لطیفہ کے وجود میں تمام لطائف کے حقائق یا تو غالب انداز میں موجود ہیں یا مغلوب انداز میں، یا پھر مساوی طور پر۔

صاحبِ لطیفۂ قالبیہ کی حقیقت

صاحبِ لطیفۂ قالبیہ بدنِ خاکی کی تکمیل کے بعد، جو عالمِ سماوی کی نیراتِ علوی اور عالمِ ارضی کے عناصر سفلی کے فیوض کا تربیت یافتہ ہے اور اس میں لطائف عشر ودیعت ہیں، گو ساتوں لطائف کے حقائق کو بھی اپنے اندر لیے ہوئے ہے، مگر اس کے ہاں لطیفۂ قالبیہ کی حقیقت کو غلبہ حاصل ہے۔ لطیفۂ قالبیہ جو کرسی کے فیض سے غالب طور پر اور عرش کے فیض سے مغلوب طور پر، اجرامِ فلکی کے واسطے کے بغیر تربیت یافتہ ہے اور اسی سے نوعِ انسانی کو دیگر ہم جنس حیوانات پر امتیاز حاصل ہے اور بدنِ خاکی کے ختم ہونے کے بعد بھی باقی رہنے والا بدنِ کسبی جو بدن خاکی کے رِحم میں ظہور پذیر ہوا، صاحبِ لطیفۂ قالبیہ یعنی حضرت آدم علیہ السلام ہی کے اندر

2۔ اخرجه الامام البخاری (2384/5، رقم 6137 بلفظ: كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا وَإِنْ سَأَلَنِي اَعْطَيْتُهُ، وَلَئِن اسْتَعَاذَنِي لَا عِيذَنَّهُ)وابن حبان (58/2، رقم 347)، والبیهقی (219/10، رقم 20769)، وابن ابی الدنا فی الاولیاء (ص9۔ رقم1)، والحکیم (232/2)، وابو نعیم فی الحلیة (318/8)۔ وابن عساکر (95/7)۔

تو اصالتاً جبکہ دیگر انسانوں میں تبعًا پایا جاتا ہے۔

صاحبِ لطیفۂ نفسیہ کی حقیقت

اسی طرح جوہرِ نفس جسے عرش کہتے ہیں، کے فیض سے غالب طور پر اور عقل کے فیض سے مغلوب طور پر کرسی کے واسطے کے بغیر تربیت پانے والے لطیفۂ نفسیہ کے مالک یعنی حضرت نوح علیہ السلام میں، یہ لطیفہ اصالتاً اور دوسرے انسانوں میں تبعًا پایا جاتا ہے۔ لطیفۂ نفسیہ ہی کے ذریعے ایک مہذب شہری کو گنوار دیہاتی پر امتیاز حاصل ہے۔

لطیفۂ قلبیہ کی حقیقت

اسی انداز میں لطیفۂ قلبیہ کی اصالت کا مسئلہ ہے جو لوحِ عقل سے غالب طور پر اور مداد جسے نورِ محمدی ﷺ بھی کہتے ہیں، کے فیض سے مغلوب طور پر تربیت پانے والا لطیفہ ہے، اصالتاً تو صاحبِ لطیفۂ قلبیہ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی میں پایا جاتا ہے، مگر دوسرے انسانوں میں تبعًا موجود ہوتا ہے۔ لطیفۂ قلبیہ ہی کی وساطت سے مسلمان کو کافر سے تمیز ملتی ہے۔

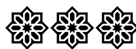
لطیفۂ سرّیہ کی حقیقت

لطیفۂ سرّیہ جو مداد یعنی نور محمدی ﷺ کے فیض سے غالب طور پر اور دوات یعنی روحِ احمدی ﷺ کے فیض سے مغلوب طور پر لوحِ عقل کے واسطے کے بغیر تربیت پاتا ہے، خود صاحبِ لطیفہ حضرتِ موسیٰ علیہ السلام کے اندر تو اصالتاً موجود ہے جبکہ دوسرے لوگوں میں تبعًا پایا جاتا ہے۔ اسی لطیفۂ سرّیہ کی بنا پر ایک کامل مسلمان کو غیر کامل سے امتیاز حاصل ہے۔

لطیفۂ روحیہ کی حقیقت

لطیفۂ روحیہ جو دوات کے فیض سے غالب طور پر اور قلم کے فیض سے مغلوب طور پر مدادِ نوری کے واسطے کے بغیر تربیت پاتا ہے، اصالتاً تو خود صاحبِ لطیفہ حضرت داؤد علیہ السلام کو حاصل ہے، جبکہ اور لوگوں میں تبعًا موجود ہے۔ اسی لطیفۂ روحیہ سے مومن مُکَمِّل کو غیر مُکَمِّل پر امتیاز حاصل ہے۔

(جاری ہے)



القـــرآن

تفسیر جامع التنزیل والتاویل

شیخ حسام الدین بدلیسی نور بخشیؒ
ترجمہ: مولانا علی محمد محمدیؔ منہاجین

گزشتہ سے پیوستہ

وہ میرے دل پر یادوں کے انواراور روشنیوں سے پوری آب و تاب کے ساتھ نقش رہتا تھا ایسے ہی ان حسین یادوں کے پھول بھی میرے دل دماغ پر مہکا کرتے تھے میں نے چاہا کہ میں ان یادوں کو اشاروں کی قید سے نکال کر تحریر میں لاؤں تا کہ وہ ناپید نہ ہو سکیں اوراسی طرح میں نے یہ بھی عزم کیا کہ کشف و شہود کے حامل اللہ والے محققین اوراس میدان کے شاہ سواروں کے ایسے کلام کو ساتھ ملاؤں جو دلوں کو حیات ایمانی بخشے۔مزید براں کچھ ایسی باتیں بھی شامل کروں جوان لوگوں کے ادراک کو نہ پہنچ سکیں جنہوں نے لوگوں کے ہاں عیوب کی ترویج واشاعت کا ارادہ کیاہے تا کہ لوگ بے چینی اور اضطراب سے چھٹکارا پا سکیں۔ مگر میری عمر کی قسم! یہ (لوگوں کے عیوب کی ترویج واشاعت) گناہوں میں سب سے بڑا گناہ اور نقصان دہ ہے کیونکہ نہ تواس کا زمانہ متقاضی ہے نہ ہی یہ اسرار قرآن اورآیات فرقان کے قواعد ضوابط میں سے ہے۔

یہ وہ تاویلات، رموز اور اشارات ہیں جن کی نسبت میں ایک، یکتا، تنہا، اور بے نیاز ذات(اللہ) کے سوا کسی کی طرف نہیں کرتااور شک والے مقامات کی تحقیق کے سلسلے میں مدد طلبی کے لیے جن باتوں میں، میں نے مشائخ عظام کی کتابوں سے خوشہ چینی کی ہے میں انہیں انہی مشائخ عظام کی طرف منسوب کرتا ہوں اور جب تاویل کے اسرار کادارومدار ہی تنزیل (یعنی قرآن) کے انوار پر ہے تومیں نے اس (جامع التنزیل والتاویل) میں تفسیر اور تاویل دونوں یکجا کیا ہے۔

ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا (سورۃ النسآء:۵۹) (سورۃ بنیٓ اسرآءِیل:۳۵)

یہی (تمہارے حق میں) بہتر اور انجام کے لحاظ سے بہت اچھا ہے۔

اور میں نے مشہور ائمہ تفسیر پر اعتماد کیا ہے۔

وَلَا يَأْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا (سورۃ فرقان:۳۳)

اور یہ (کفار) آپ کے پاس کوئی (ایسی) مثال (سوال اور اعتراض کے طور پر) نہیں لاتے مگر ہم آپ کے پاس (اس کے جواب میں) حق اور (اس سے) بہتر وضاحت کا بیان لے آتے ہیں۔

تحقیقی مقام میں امام ہمام قاضی ناصر الدین بیضاویؒ سے منسوب تفسیر (تفسیر بیضاوی) کی طرف کامل احتیاج رہی۔ روایات کے اسلوب میں مجتھد فی الدین (دین کے مجتھد)، محی السنۃ (سنت نبوی ﷺ کے احیاء فرمانے والے) امام بغویؒ کی تفسیر معالم التنزیل پر اعتماد کیا۔ بعض مقامات میں تفسیر ثعلبی پر اعتماد کیا۔ وہ باتیں جن پر اعتماد کیا گیا ہے۔ ان میں امام، علامہ جاراللہ (زمخشری) خوارزمی کی تفسیر کشاف کی طرف رجوع کیا اور جب اس جامع (التنزیل والتاویل) کی تحریر سورہ عنکبوت تک پہنچی تو مولا علامہ شھاب الملۃ والدین ہندیؒ سے منسوب تفسیر بھی میری ہمراہ رہی۔ جب سے میں نے سن رکھا تھا کہ اس میں انوار تفسیر کے لطائف اور اسرار تاویل کے معارف ہیں جن کے ادراک سے اصحاب علم و دانش عاجز ہیں تب سے میں اس کا متلاشی تھا۔ جب وہ میرے ہاتھ لگی تو حق بات یہ ہے کہ اس کے بارے میں جو خوبیاں میں سن رکھا تھا میں نے اسے اس سے بڑھ کر پایا۔ سو میں نے اس تفسیر کے بعض فوائد کو اپنی اس کتاب میں شامل کرنے کا ارادہ کیا۔ جب یہ تفسیر ایجاز میں انتہائی ابہام کو پہنچی ہوئی تو میں تو میں اس کے بعض حصہ جو مجھ پر منکشف ہوا کی توضیح کا ارادہ کیا اور میں اللہ کی نازل کردہ کتاب (قرآن مجید) اور اس کے اشارہ کی بناء پر اس کتاب کا نام جامع التنزیل والتاویل رکھا۔

(جاری ہے)



فقہ

شرح فقہ احوط

مفتی علی محمد ہادی

گزشتہ سے پیوستہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ بَعَثَ الۡاَنۡبِیَاءَ وَالۡمُرۡسَلِیۡنَ مُبَشِّرِیۡنَ وَمُنۡذِرِیۡنَ لِلۡاُمَمِ وَخَتَمَهُمۡ بِنَبِیِّنَا وَرَسُوۡلِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

”اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ساری تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے نبیوں اور رسولوں کو ساری امّتوں کے لیے اعمالِ صالحہ کی بجاآوری اور مناہی سے اجتناب پر اپنی بے پایاں رحمتوں اوراجر وثواب کا مژدہ سُنانے والے اور کفر وگناہ کے ارتکاب پر اپنے ابدی عذاب وعقاب سے ڈرانے والے بنا کر بھیجا ہے اور اس نے ان نبیوں اور رسولوں کو ہمارے نبی ورسول حضرت محمّد ﷺ کے وُجودِ مُبارک پر ختم کر دیا“۔

تشریح:۔ قرآنِ پاک اللہ تعالٰی کی کتاب ہے، کتابِ خداوندی کا آغاز تسمیہ اور الحمد سے ہوا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے احادیث میں فرمایا ہے:

کُلُّ اَمۡرٍ ذِیۡ بَالٍ لَّمۡ یُبۡدَاۡ بِبِسۡمِ اللّٰہِ فَھُوَ اَقۡطَعُ واَبۡتَرُ ”کوئی بھی بڑا کام اللہ کے نام سے شروع نہ کیا جائے تو وہ بے برکت اور دُم کٹا رہتا ہے۔

نیز فرمایا: کُلُّ اَمۡرٍ ذِیۡ بَالٍ لَّمۡ یُبۡدَاۡ بِحَمۡدِ اللّٰہِ فَھُوَ اَقۡطَعُ واَبۡتَرُ ”کوئی بھی بڑا کام اللہ کی حمد سے شروع نہ کیا جائے تو وہ بے برکت اور دُم کٹا رہتا ہے“۔

قرآن و سُنّت کے اسی ضابطہ کُلّیہ کے تحت عمومی طور پر مسلمان مصنّفین اور سلفِ صالحین کی یہ عادت رہی ہے کہ وہ جب بھی کوئی کتاب لکھتے ہیں تو آغاز تسمیہ اور حمد سے کرتے ہیں اور اس کے بعد صلٰوۃ و سلام کے الفاظ میں عقیدت کے پھول نچھاور کرتے ہیں۔ حضرت میر سیّد محمد نور بخش قدس اللہ سِرّہٗ نے بھی اسی عمومی

عادت کو اپناتے ہوئے اپنی کتاب ''الفقہ الاحوط'' کا آغاز تسمیہ اور حمد سے کیا تا کہ اپنی کتاب کے دامن میں اللہ کے نام اور حمد کی برکتیں سمیٹی جائیں اور اس پر عمل کرنے والے اللہ تعالٰی کی رحمتوں اور برکتوں سے مالا مال ہُوں۔

اللہ تعالٰی کی ذات کے بعد انسان پر جن ہستیوں کی حق شناسی واجب ہے وہ انبیآء و مرسلین کی ہیں جن کی وساطت سے انسان کو حق تعالٰی کی معرفت حاصل ہوتی ہے، انہی کے ذریعے سے انسان کو نیکی و بدی کی کامل اور صحیح پہچان ہوتی ہے اور انہی کی پیروی دنیا و آخرت میں کامیابی کا ذریعہ ہے اور ان کی اطاعت سے منہ موڑنا دنیا و آخرت میں تباہی و ہلاکت کا باعث ہے اس لیے ان ہستوں کی شکر گزاری کے لیے اللہ تعالٰی کی حمد و ثنا کے بعد صلٰوۃ و سلام کے کلمات لائے ہیں۔

دیباچہ کتاب میں تسمیہ اور حمد و صلٰوۃ کا لانا جہاں تبرُّک کا مُوجب ہے وہاں یہ عقیدے کی بنیاد بھی ہے چنانچہ حضرت میر سید محمد نور بخش قدس اللہ سِرَّہٗ کی اس عبارت سے آپ کے حسبِ ذیل بنیادی عقائد کی وضاحت ملتی ہے:۔

۱۔ ہر نیک کام کی ابتدا بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ سے ہونا چاہیے۔اسی سے ہر کام میں خیر و برکت آتی ہے، چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے:

تَبٰرَکَ اسۡمُ رَبِّکَ ذِی الۡجَلٰلِ وَالۡاِکۡرَامِ (الرحمٰن:۷۸) تیرے ربِّ جلیل و کریم کا نام برکت والا ہے۔

۲۔ حمد صرف اللہ تعالٰی کا حق ہے۔کسی کی ذاتی اور اختیاری خُوبیوں پر جو تعریف ہوتی ہے اُسے حمد کہتے ہیں۔ ذاتی اور اختیاری خُوبی صرف اللہ تعالٰی کی ہے، مخلوق کی جو بھی خُوبی ہوتی ہے وہ عطائی ہے، اس کی ذاتی اور اختیاری نہیں ہے۔

۳۔ جس طرح انسان کے حواسِ خمسہ کا دائرۂ حِسّ محدود ہے اسی طرح اس کی عقل کا دائرۂ تعقُّل اور فکر و نظر بھی محدود اور تنگ ہے، خیر و شر کا تعلق مابعد الطبیعیات سے ہے جہاں انسانی عقل کا گھوڑا اکثر ٹھوکریں کھاتا اور غلطیاں کرتا ہے اس لیے خیر و شر میں تمیز کے لیے ایک ایسے ذریعے کی ضرورت تھی جو لا محدود ہو غلطیوں سے

مبرّاہو اور شک و شبہ سے پاک ہو۔وہ ذریعہ ''وحی'' ہے جو اللہ تعالٰی کی طرف سے انسانوں کی ہدایت کے لیے مبعوث ہونے والے انبیاء پر ہوتی ہے، سلسلۂ انبیاء میں کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار سنہری کڑیاں ہیں۔جن نبیوں پر وحی ہو جائے وہ ''رسول'' کہلاتا ہے جن کی تعداد تین سو تیرہ ہے۔نبی اور رسول میں عموم و خصوص مطلق کی نسبت ہے، نبی عام مطلق جبکہ رسول خاص مطلق ہے یعنی ہر رسول نبی ہے لیکن ہر نبی رسول نہیں ہے کیونکہ کچھ نبی رسول بھی ہیں اور کچھ نبی رسول نہیں ہیں۔پھر جن رسولوں کو نیا نظامِ زندگی یعنی شریعت مِل جائے اُنہیں اُولُوا العزم کہتے ہیں، صاحبانِ شریعت رسولوں یعنی اولوا العزم کی تعداد محققین کے ہاں سات ہیں جن کے نامِ گرامی حضرت آدم علیہ السلام ، حضرت نوح علیہ السلام ، حضرت ابراہیم علیہ السلام ، حضرت موسٰی علیہ السلام ، حضرت داوٗد علیہ السلام ، حضرت عیسٰی علیہ السلام اور حضرت محمدؐ صلوات اللہ عَلَیۡہِ وَ عَلَیۡہِمۡ اَجۡمَعِیۡنَ ہیں۔پھر جس ہستی پر بعثت کا سلسلہ رک جائے، وحی کا آنا تھم جائے اور اس کی تنسیخ سے پاک شریعت تا دامنِ قیامت جاری و ساری رہے وہ خاتم النّبیین کہلاتا ہے جو کہ واحد حضرت محمدؐ ﷺ کی ذاتِ گرامی ہے۔لہٰذا حضرت محمدؐ ﷺ اللہ تعالٰی کا آخری نبی، آخری رسول اور آخری اولوا العزم ہونے کی حیثیت سے خاتم النبیین اور اللہ کی طرف سے لوگوں کی ہدایت کے لیے مبعوث ہونے والی آخری حجّت ہے، آپ ﷺ کے بعد اللہ کی طرف سے کوئی شخص حجّتِ خُدا نہیں ہے، ارشادِ خُداوندی ہے:

رُسُلًا مُّبَشِّرِيۡنَ وَمُنۡذِرِيۡنَ لِئَلَّا يَكُوۡنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعۡدَ الرُّسُلِ (النساء:۱۶۵)

''ہم نے انہیں خوش خبریاں سنانے والے اور خبردار کرنے رسول بنایا ہے تاکہ رسولوں کے بعد لوگوں کی کوئی حجت اللہ پر نہ رہے''

چنانچہ میر سید محمدؐ نوربخش قدس اللہ سرّہٗ نے ''الفقہ الاحوط'' کے خطبہ میں اپنے اس عقیدے کا ان واشگاف الفاظ میں اظہار فرمایا:

بَعَثَ الۡاَنۡبِيَآءَ وَالۡمُرۡسَلِيۡنَ مُبَشِّرِيۡنَ وَمُنۡذِرِيۡنَ لِلۡاُمَمِ وَخَتَمَهُمۡ بِنَبِيِّنَا وَرَسُوۡلِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔

"اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ ساری تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے نبیوں اور رسولوں کو ساری امّتوں کے لیے اعمالِ صالحہ کی بجاآوری اور مناہی سے اجتناب پر اپنی بے پایاں رحمتوں اوراجر وثواب کا مژدہ سُنانے والے اور کفر و گناہ کے ارتکاب پر اپنے ابدی عذاب وعقاب سے ڈرانے والے بنا کر بھیجا ہے اور اس نے ان نبیوں اور رسولوں کو ہمارے نبی ورسول حضرت محمد ﷺ کے وُجودِ مُبارک پر ختم کر دیا"۔

میر سید محمّد نوربخش قدس اللہ سرّہٗ نے اسلامی اس بنیادی عقیدے کو اپنی کتاب "کتاب الاعتقادیہ" میں زیادہ وضاحت سے بیان کیا ہے نیز حضرت علاء الدولہ سمنانیؒ کی کتاب "العروہ لاہل الخلوۃ والجلوۃ" اور "الفلاح لاہل الصّلاح" میں اس پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے، اہلِ طلب کو چاہیے کہ وہ ان کتابوں کا مطالعہ کر کے اپنی علمی پیاس بجھائیں۔

(جاری ہے)



حدیث نبوی ﷺ

جذبات حق

تحریر: غلام حسن حسنو

جَذْبَةٌ مِّنْ جَذْبَاتِ الْحَقِّ تُوَازِیْ عَمَلَ الثَّقَلَیْنِ۔

جذبات حق کا ایک جذبہ عمل ثقلین کے برابر ہے۔

یہ حدیث اسی طرح اور معمولی فرق کے ساتھ درج ذیل کتابوں میں بھی مندرج ہے۔

شرح احوال و آثار سید محمد نوربخش ص۱۸۶۔ زبدۃ المناقب ص۸۱۔ کشف المحجوب ص ۶۲۔ مرصاد العبادص ۵۶۔ اسلامی انسائکلوپیڈیا ص ۲۲۴۔ مفاتیح الاعجاز فی شرح گلشن رازص ۱۳۵، 215 کشف الخفاجلد اول ص ۳۳۲، کشف الاسرار جلد اول ص ۳۵، طبقات الصوفیہ سلمی ص ۴۸۸، نفحات الانس ص ۴۲۔ کاشف الاسرار ص۸۷۔ ۱۶۴۔ مجموعہ آثار فارسی امام احمد غزالی ص۳۰۷، ۷۹۔ اسرار التوحید ص۲۴۷۔ احیاء العلوم الدین جلد چہارم ص ۵۶۔ تمہیدات عین القضات ص ۴۷۔ عوارف المعارف ص ۱۲۴۔ امالی انصاری ۵۹۔ نفحات الانس ص ۴۲۔ طبقات الصوفیہ ۴۴۸۔ کشف الخفاء جلد اول ص ۳۳۲۔ تحفۃ البررہ فی مسائل اعشرہ ص ۲۵۰۔

لغات میں عربی زبان کا جذب، جذبہ، کشش، کھچاؤ اور جذب کرنے یا جذب ہونے کو کہتے ہیں اردو میں یہ لفظ عربی سے آیا اور مستعمل ہے۔ مجذوب جذب کا اسم مفعول اور جاذب فاعل ہے اور جذبۂ خداوندی خدائے تعالی کی کشش یا جذب۔ ایک عظیم عطیہ اور عنایت ربانی ہے جو بندے کو فوری طور پر اچانک قرب الٰہی میں پہنچا دیتا ہے۔

جذبۂ الٰہی جب کسی کو کھینچ لیتا ہے اگر صاحبِ جذبہ (مجذوب) قوی الحال ہو تو اسے قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے اور وہ نیکی و بھلائی میں لگ جاتا ہے۔ جرم و گناہ سے کٹ جاتا ہے اور اس کا دل نور معرفت سے منور ہو جاتا ہے۔ وہ خلق خدا کی رشد و ہدایت اور فلاح و بہبود میں مگن ہو جاتا ہے۔

اگر وہ مجذوب ضعیف الحال، پست ہمت اور تجلیات حق برداشت کرنے کے قابل نہ ہو تو جذبۂ حق سے مغلوب الحال ہو کر رہ جاتا ہے اور اس کے ہوش و حواس معطل ہو کر نیکی و برائی اور حسن و قبح میں امتیاز کرنے کی

صلاحیت سے محروم ہو جاتا ہے اور وہ ہمیشہ فناو استغراق میں محو اور سکر و مستی سے سرشار رہتا ہے۔ایسے شخص کو مجذوب کہا جاتا ہے۔ایسے شخص کے کاموں کی پیروی کرنا جائز نہیں ہے۔

سید قاسم محمود لکھتے ہیں:

صوفیاء کی اصطلاح میں مجذوب اس شخص کو کہتے ہیں جو فنا فی اللہ اور فنا فی الرسول ہو کر دنیوی امور سے بالکل الگ تھلگ ہو جاتا ہے حتیٰ کہ اس کے ہوش و حواس بھی باقی نہیں رہتے۔(شہکار اسلامی انسائکلو پیڈیا)

دراصل انسان اپنے فرائض سے غافل ہوتا ہے اس کی یہ غفلت شیطانی القاٗ اور نفسانی خواہشات کے غلبہ کا شاخسانہ ہوتا ہے۔یوں وہ نیکی کی بجائے برائی کرتا ہے نہ صرف اپنے جان پر بلکہ خلق خدا پر بھی ظلم کرتا ہے۔خواہشاتِ نفسانی کے زیرِ اثر اس کو برائی کرنے میں ہی مزا آتا ہے اور وہ اسی رو میں بہتا چلا جاتا ہے چنانچہ واعظین کا وعظ اور مبلغین کی رشد و ہدایت اس پر اثر نہیں کرتا اس دوران اگر کبھی کبھی اس کا ضمیر بیدار ہو کر اسے ملامت کر بھی دے تو دوسرے لمحے وہ پھر بہک جاتا ہے۔البتہ کبھی کوئی واقعہ یا کوئی بات ٹھیک نشانے پر بیٹھ جاتی ہے اور اس کی کایا کلپ ہو جاتی ہے اس سلسلے میں مرشدینِ سلسلہ ٔ ذہب سے دو واقعات نذر قارئین کی جاتی ہے۔

حضرت شیخ ابو عثمان مغربی سلسلۃ الذہب الصوفیہ کے شیخ ابو علی کاتب کے شاگرد، مرید اور خلیفہ، حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانی کے استاد اور پیرو مرشد ہیں ۔آپ مراکش(مغرب) کے مشہور شہر قیروان سے تعلق رکھتے تھے۔جوانی میں شکار اور سواری کی طرف مائل تھے۔چنانچہ ایک دفعہ شکار کے لئے ایک جزیرے میں گئے اور وہاں شکار کے لئے جال پھیلا دیا۔آپ ایک لکڑی کے پیالے میں دودھ پیا کرتے تھے ایک دن آپ نے دودھ پینے کا ارادہ کیا تو شکاری کتے نے اس پر بھونکنا شروع کیا آپ دودھ نہ پی سکے۔جب تیسری بار ارادہ کیا تو کتے نے اس برتن میں منہ ڈال دیا اور دودھ خود پی گیا اس کے ساتھ ہی وہ مر گیا۔بعد میں پتہ چلا کہ دودھ میں کسی سانپ نے منہ ڈالا تھا۔آپ کی زندگی کی خاطر کتے نے اپنی جان قربان کر دی یہ دیکھ کر آپ واپس آئے اور شکار کا شغل چھوڑ دیا اور راہ طلب میں لگ گئے۔

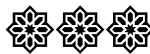
جبکہ نواب صدیق حسن کا کہنا ہے کہ آپ متمول اور دنیادار آدمی تھے اور آپ کے پاس شکاری کتے بہت

پلے ہوئے تھے ایک شب آپ کے لئے نوکروں نے پیالہ میں دودھ لاکر رکھا چونکہ وہ گرم تھا اس لئے آپ پیالہ سرہانے رکھ کر سوگئے جب بیدار ہوئے تو اس میں سے پینا چاہا ایک شکاری کتا یہ دیکھ رہا تھا اس نے بھونکنا شروع کیا آپ اس کے بھونکنے پر پینے سے رک گئے لیکن تھوڑی دیر بعد پھر دودھ پینے کا قصد کیا کتے نے پھر بھونکنا شروع کیا اس طرح تین چار دفعہ ایسا ہوا جب آپ نہ مانا اور دودھ پینے کے لئے پیالہ اٹھایا تو کتا جھپٹ کر آیا اور اور پیالے میں منہ ڈال دیا یہ دیکھ کر آپ نے پیالہ رکھ دیا کتے نے جس قدر دودھ پیا تھا اس کے اثر سے تڑپ کر مر گیا جب انہوں نے یہ دیکھا تو تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ چھت پر سے کسی سانپ نے آکر کسی قدر دودھ پیا تھا اور اس کا زہر دودھ میں مل گیا تھا یہ دیکھ کر آپ پر بہت اثر ہوا کہ کتے نے اپنے آپ کو آپ پر فدا کر دیا تھا آپ نے توبہ کی اور بزرگوں کی صحبت اختیار کرلی۔(اخبار صالحین ص۷۸)

جنید بغدادی سے روایت ہے کہ:

ایک بار ہمارے استاد سری سقطی بیمار پڑگئے۔ ہمیں اس کا کوئی سبب معلوم نہیں ہو سکا اور نہ جان سکے کہ کونسی دوا دی جائے لوگوں نے ایک طبیبِ حاذق کا پتہ بتایا جو غیر مسلم تھا۔ ہم اپنے استاد کا قارورہ لے کر ان کے پاس گئے۔ انہوں ے تھوڑی دیر غور سے قارورہ کو دیکھا اور مجھ سے کہا میرا خیال ہے یہ کسی عاشق کا قارورہ ہے۔ حضرت جنید نے کہا کہ یہ سن کر میں نے چیخ ماری قارورہ میرے ہاتھ سے گر گیا اور میں بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش میں آیا اور سری کے پاس آکر واقعہ سنایا وہ مسکرائے اور طبیب کی مہارت اور حذاقت کی تعریف کی۔ بعد میں طبیب کو بتلایا کہ وہ سری سقطی کا قارورہ تھا تو طبیب یہ سن کر مشرف باسلام ہوا۔

یہ دونوں واقعات صرف واقعات نہیں بلکہ جذبۂ حق ہیں جنہیں حضرت شیخ نورالدین اسفرائنی زاجر حقیقی کا نام دیتے ہیں۔ جذبۂ حق نے ان سے متعلق لوگوں کو جرم وعصیاں، سستی وغفلت اور غلط روی سے کھینچ لیا اور راہِ حق میں لا اس پر گامزن کر دیا اور وہ نہ صرف خود راہ ہدایت پاگئے بلکہ توفیق و مدد ایزدی سے خلق خدا کی رشد وہدایت کا سبب بن گئے۔



رسائل تصوف

علم، عالم اور متعلم کی فضیلت

شیخ علی لالا غزنوی
ترجمہ: غلام حسن حسنو

حضرت شیخ علی لالا غزنوی خصرت شیخ نجم الدین کبری کے شاگرد، مرید اور خلیفہ اور حضرت شیخ احمد ذاکر جورجانی کے استاد، پیر اور مرشد ہیں۔ ان کی ایک کتاب مرکز تحقیقاتِ فارسی اسلام آباد میں محفوظ ایک بہت بڑے مجموعۂ رسائل میں ہمیں ملی ہے۔

اس کتاب کی موجودگی کا کھوج ملتے ہی راقم وہاں گیا اور اس مخطوطہ کا نمبر مرحوم سید مہدی حسینی کتابدارِ مرکز کو دے دیا انہوں نے باکمال مہربانی اسے ڈھونڈھ کر میرے حوالے کیا کیونکہ کتاب بڑی تھی میرے پاس وقت کم۔ میں نے کیمرے سے اس کا فوٹو لینا شروع کیا لیکن مجھے کیمرے کے کل پرزوں کا علم نہیں تھا۔ چنانچہ اندھا دھند فوٹو لے کر مخطوطہ واپس کر دیا بعد میں پتہ چلا کہ آدھی کتاب کی فوٹو نہیں لی تھی۔ بعد ازاں محترم یعقوب براہوی کو بتایا تو انہوں نے تقریبا ۱۳ ہزار روپے ادا کر کے ان سے ان کی سکین کاپی تیار کروائی۔

یہ کتاب اپنے موضوع پر انتہائی مفید اور بہترین کتاب ہے پوری کتاب کا ترجمہ ہو رہا ہے قارئینِ نوائے صوفیہ کی خدمت میں اس کتاب کے باب اول فضیلت و حقیقتِ علم سے متعلق ہے، علم سے متعلق حدیث نبوی کی تلخیص نذر قارین ہے۔

حدیث نمبر۔۱۔ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلیٰ کُلِّ مُسْلِمٍ۔

یعنی علم حاصل کرنا تمام مسلمانوں پر فرض ہے۔

حدیث نمبر۔۲۔ اِنَّ الْمَلٰئِکَۃَ اَجْنَحَتُھَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ وَاِنَّمَا یَسْتَغْفِرُ لِلْعَالِمِ مَا فِیْ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ حَتّٰی الْحُوْتُ فِیْ جَوْفِ الْبَحْرِ۔

یعنی ملائکہ طالب علم کے راستے میں اپنا پر بچھاتے ہیں اور زمین و آسمان میں جو کچھ ہیں وہ سب عالم کے لئے استغفار کرتے ہیں یہاں تک کہ دریا میں مچھلیاں بھی۔

حدیث نمبر۔۳۔ حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

مَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا لِيَبْتَغِيْ فِيْهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللهُ لَهٗ طَرِيْقًا اِلَى الْجَنَّةِ۔

یعنی جو راہ پر چلتا ہے تا کہ علم حاصل کرے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کی راہ آسان بنا دیتا ہے۔

حدیث نمبر۔۴۔ حضرت انس سے مروی ہے کہ

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمُ اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ عِلْمٌ فِي الْقَلْبِ فَذٰلِكَ الْعِلْمُ النَّافِعُ وَعِلْمٌ عَلَى اللِّسَانِ فَذٰلِكَ حُجَّةُ اللهِ عَلٰى بَنِيْ اٰدَمَ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ علم دو ہیں ایک علم دل میں ہوتا ہے وہ علم نافع ہے اور دوسرا علم زبان پر ہوتا ہے وہ بنی آدم پر اللہ کی حجت ہے۔

حدیث نمبر۔۵۔ حضرت ابو درداؔ روایت کرتے ہیں کہ:

قَالَ يَقُوْلُ لِلْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ مِنَ الْفَضْلِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ عَلٰى اَصْغَرِ كَوَاكِبِ فِي السَّمَآءِ۔

یعنی عالم کی عابد پر فضیلت ایسی ہے جیسی آسمان میں چودھویں چاند کی فضیلت چھوٹے ستاروں پر۔

حدیث نمبر۔٦۔ ایک اور حدیث میں فرماتے ہیں خدائے تعالیٰ کا آسمان چہارم میں ایک فرشتہ ہے اس کے دس ہزار سر ہیں اور ہر سر کے دس ہزار چہرے ہیں ہر چہرے پر دس ہزار منہ ہیں ہر منہ میں دس ہزار زبان ہیں وہ ان زبانوں سے طالب علم کے لئے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے ہیں۔

حدیث نمبر۔۷ مَنْ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهٖ يَطْلُبُ بَابًا مِنَ الْعِلْمِ لِيَنْتَفِعَ بِهٖ لِنَفْسِهٖ اَوْ يُعَلِّمَهٗ كِتٰبَ اللهِ عَزَّوَجَلَّ لَهٗ بِكُلِّ خُطْوَةٍ عِبَادَتُ اَلْفِ سَنَةٍ صيامها وَقِيَامُهَا وَحَفَّتْهُ الْمَلٰئِكَةُ بِاَجْنَحَتِهَا وَصَلَّتْ عَلَيْهِ طَيْرُ السَّمَآءِ وَحَيَّانُ الْبَحْرِ وَدَوَابُّ الْبَرِّ وَيَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ

مَنْزِلَ سَبْعِيْنَ شَهْرًا وَّكَانَ دَرَجَتُهٗ اَفْضَلُ مِنْ دَرَجَةِ مَنْ يَّكُوْنُ لَهُ الدُّنْيَا كُلَّهَا فَيُضْعِفُهَا فِيْ الْاٰخِرَةِ۔

جو شخص علم کا ایک باب حاصل کرنے کے لئے گھر سے نکلے تاکہ خود اس سے نفع اٹھائے یا کتاب اللہ سیکھ لے تو اس کو سفر اور قیام کے دوران ہر ہر قدم پر ہزار سال عبادت کا ثواب ملے گا۔ فرشتے اس کی راہ میں اپنا پر پھیلائیں گے اس کے لئے آسمان کے پرندے، پانی کی مچھلی اور زمین کے جانور دعا کریں گے اور آسمان سے ۷۰ مہینے والا مکان نازل ہو گا اس کا درجہ دنیا میں اس کے درجے سے افضل ہو گا اور آخرت میں دوگنا اجر ملے گا۔

حدیث نمبر۔۸۔ وَقَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمْ تَعَلَّمُوْا الْعِلْمَ فَاِنَّ الْعِلْمَ حَيٰوةُ الْقَلْبِ مِنَ الْجَهْلِ مِصْبَاحُ الْاَبْصَارِ مِنَ الظُّلَمِ وَقُوَّةُ الْاَبْدَانِ مِنْ ضُعْفٍ يَبْلُغُ الْعَبْدَ مَنَازِلَ الْاَحْرَارِ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم علم سیکھو کیونکہ علم جہالت سے قلب کی زندگی، تاریکی میں آنکھوں کا چراغ اور کمزور بدن کی قوت ہے اور بندے کو احرار کی منزلوں میں پہنچا دیتا ہے۔

حدیث نمبر۔۹۔ قَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمْ اِذَا كَانَ الْعَبْدُ فِيْ الطَّلَبِ الْعِلْمِ كَانَتِ الْجَنَّةُ فِيْ طَلَبِهٖ۔

نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب بندہ طلب علم میں مشغول ہوتا ہے تو بہشت اس کے طلب میں ہوتی ہے۔

حدیث نمبر۔۱۰۔ قَالَ اَبُوْذَرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمْ اَيُّ الْجِهَادُ اَفْضَلُ؟ فَقَالَ سَاَلْتُ حَبِيْبِيْ جَبْرَئِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَيُّ الْجِهَادُ اَفْضَلُ لِاُمَّتِيْ؟ ؟ فَقَالَ طَلَبُ الْعِلْمِ قُلْتُ ثُمَّ بَعْدِ؟ قَالَ النَّظَرُ اِلَى الْعُلَمَآءِ قُلْتُ ثُمَّ بَعْدِ؟ قَالَ زِيَارَتُ الْعَلَمَآءِ قُلْتُ ثُمَّ؟ قَالَ مَنْ كَتَبَ الْعِلْمَ اللهِ تَعَالٰى وَاَرَادَ بِهٖ اِصْلَاحَ نَفْسِهٖ وَاِصْلَاحَ

اَلْمُسْلِمِیْنَ وَلَمْ یَرِدْ غَرْضًا مِنَ الدُّنْیَا فَاَنَا کَفَلْتُہٗ بِالْجَنَّۃِ۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے استفسار کیا کہ کونسا جہاد افضل ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے حبیب جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ میری اُمت کے لئے کونسا جہاد افضل ہے؟ جواب دیا طلبِ علم افضل ہے۔ میں نے پوچھا اس کے بعد پھر؟ جواب دیا علماؑ کو دیکھنا۔ میں نے پوچھا اس کے بعد؟ جواب دیا علماؑ کی زیارت کرنا۔ میں نے پوچھا پھر؟ کہا جو اللہ سبحانہ وتبارک وتعالیٰ کے لئے علم میں سے کچھ لکھ لے اور اس سے اپنے نفس اور مسلمانوں کی اصلاح چاہے نہ کہ دنیا کی کوئی غرض۔ میں اس کے لئے جنت کی کفایت (ضمانت) کروں گا۔

حدیث نمبر۔۱۱۔ اَلْعِلْمُ عِزُّ الدُّنْیَا وَشَرَفُ الْاٰخِرَتِ۔

علم دنیا میں عزت واقبال اور آخرت میں قدر ومنزلت کا سبب ہے۔

حدیث نمبر۔۱۲۔ اللہ سبحانہٗ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک ایک دن طلبِ علم میں گزارنا اسی سال عبادت میں گزارنے سے افضل ہے۔

حدیث نمبر۔۱۳۔ جو کوئی ایک لمحہ حصول علم میں گزارے اس کا اتنا ثواب ہے گویا ہزار دینار راہِ خدا میں صرف کیا ہو اور علم کا ایک باب سیکھنا کوہ ابو قبیس کے برابر سونا راہِ حق میں صرف کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔

حدیث نمبر۔۱۴۔ مَنْ تَعَلَّمَ بَابًا مِّنَ الْعِلْمِ وَالْبَابُ حَدِیْثٍ وَّاحِدٍ کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ اَجْرَ سَبْعِیْنَ نَبِیًّا۔

جو کوئی علم کا ایک باب سیکھ لے اگرچہ وہ ایک حدیث نبوی کا باب ہو، اللہ سبحانہٗ تبارک وتعالیٰ اس کو ستر انبیاؑ علیہم السلام کا ثواب عطا فرمائے گا۔

حدیث نمبر۔۱۵۔ جو کوئی طلب علم میں ایک قدم بڑھائے گا قدم اٹھانے سے پہلے اللہ سبحانہٗ تبارک وتعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے گا۔

حدیث نمبر۔۱۶۔ طلب علم میں جس کے پاؤں پر گرد و غبار لگے گا اللہ تعالیٰ اس کے جسم کو آتش دوزخ پر حرام فرمائے گا۔ جو کوئی علم کا ایک مسئلہ سیکھ لے گا اللہ تعالیٰ اس کے گردن میں نور کے ہزار ہار پہنائے گا اور ہزار گناہ بخش دے گا اور اس کے لئے جنت میں ہزار عمارتیں بنائے گا اور فرمائے گا کہ اس کے جسم پر موجود بالوں کی تعداد کے برابر حج و عمرہ کا ثواب لکھ لو۔

حدیث نمبر۔۱۷۔ اللہ سبحانہٗ تبارک و تعالیٰ نے عرش کے نیچے سونے کا ایک پہاڑ بنایا ہے جو دنیا سے چالیس ہزار زیادہ وزنی ہے اس پہاڑ کو اس آدمی کے ترازو میں رکھے گا جو کسی دن کسی عالم کے سامنے علم سیکھنے کی غرض سے بیٹھا ہو گا۔

حدیث نمبر۔۱۸۔ اگر کسی نے علم سے ایک مسئلہ لکھ لیا وہ ایسا ہے گویا کسی نے ایک ہزار دینار میں غلام خرید کر آزاد کر دیا ہو۔

حدیث نمبر۔۱۹۔ جو کوئی علم کو لکھ لے گا اللہ سبحانہٗ تبارک و تعالیٰ کے آسمان ہفتم میں جتنے فرشتے ہیں ایسے عالم اور متعلم کے لئے استغفار کریں گے اور حق سبحانہٗ تبارک و تعالیٰ تمہیں ہر ہر حرف کے بدلے ایک پیغمبر کا ثواب عطا کرے گا۔ اور فرمائے گا کہ (اس کے نامۂ اعمال میں) ہر روز ہزار حج و عمرہ کی تعداد لکھ لو اور اس کے خزانۂ طاعت میں روزانہ ہزار شہید کا اجر۔

حدیث نمبر۔۲۰۔ تھوڑے علم کے ساتھ عمل زیادہ علم کے ساتھ بے عمل سے بہتر ہے۔

حدیث نمبر۔۲۱۔ تمام زمین و آسمان، روز و شب اور فرشتے عالموں کے لئے، متعلمین کے واسطے اور جوان مردوں کے حق میں اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگتے ہیں اور قیامت کے دن پیغمبروں، عالموں اور شہیدوں کے لئے شفاعت ہے۔

حدیث نمبر۔۲۲۔ مَنْ اَحَبَّ الْعِلْمَ وَالْعُلَمَآءَ لِمْ تُكْتَبْ خَطِيْئَةٌ اَيَّامِ حَيٰوتِهٖ۔

جو آدمی علم اور علماؑ کو دوست رکھے گا اس کی مدت حیات میں کوئی گناہ نامۂ اعمال میں نہیں لکھا جائے گا۔

حدیث نمبر۔۲۳۔ اَلْعُلَمَآءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَآءِ۔ علماؑ انبیاؑ کے وارث ہیں۔

حدیث نمبر۔۲۴۔جو شخص عالم کو دوست رکھے گا ایسا ہے جیسا کہ ستر پیغمبروں کو عزیز رکھا ہو۔

حدیث نمبر۔۲۵۔اَلنَّظَرُ اِلٰی وَجْهِ الْعَالِمِ عِبَادَةٌ۔عالم کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے۔

حدیث نمبر۔۲۶۔اَلنَّظَرُ اِلٰی وَجْهِ الْعَالِمِ خَيْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ سِتِّيْنَ سَنَةً۔

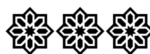
عالم کے چہرے کو دیکھنا ساٹھ سال کی عبادت سے افضل ہے جو دن کو روزہ اور رات کو نماز میں گزارتے ہوں۔

حدیث نمبر۔۲۷۔مَنْ رَفَعَ صَوْتَهٗ فَوْقَ صَوْتِ عَالِمٍ عَاقَبَهُ اللهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اِلَّا اَنْ يَّتُوْبَ۔

جو آدمی عالم کی توہین کرتے ہوئے اس کی آواز سے زیادہ بلند آواز سے بولے اللہ سبحانہٗ تبارک وتعالیٰ اس کو دونوں جہانوں میں عذاب دے گا الا یہ کہ وہ اپنے کیے پر توبہ کرے۔

حدیث نمبر۔۲۸۔جو کوئی سات دن کسی عالم کی خدمت کرے اللہ سبحانہٗ تبارک وتعالیٰ اس کو سات ہزار سال خدمت کرنے کا ثواب دے گا اور اس کے جسم پر موجود بالوں کی تعداد کے برابر روز ہزار شہیدوں کا ثواب عطا کرے گا۔

حدیث نمبر۔۲۹۔جبریل سے مروی ہے کہ عرش کے نیچے اللہ سبحانہٗ تبارک وتعالیٰ کا مشک سے بنا ہوا ایک شہر ہے جس میں باغات اور نہریں ہیں اس میں مروارید سے بنے ستر ہزار گھر ہیں ہر گھر ہزار فرسنگ کی مسافت لمبے اور اتنے ہی چوڑے ہیں ہر گھر میں ہزار خلوتخانے ہیں ہر خلوتخانے میں ہزار تخت رکھے ہیں ایک تخت کا دوسرے سے فاصلہ ہزار گز ہے ہر تخت پر ہزار فرش بچھے ہوئے ہیں اور ہر فرش پر ہزار حوریں ہیں ہر حور نے ہزار حلے پہنے ہوئے ہیں لیکن کوئی بھی حلہ ایک دوسرے پر حائل نہیں چنانچہ ایک دوسرا نظر آتے ہیں کیونکہ اس میں یاقوتِ سفید پروئے ہوئے ہیں ہر حور کے سر پر مشک وعنبر کے تین ہزار گیسو ہیں ان کا ثواب بلکہ ان سے بھی بڑھ کر اللہ سبحانہٗ تبارک وتعالیٰ عالموں کو عطا فرمائے گا۔



تراجم مخطوطات

بهجة الطائفه

حضرت شیخ عمار یاسر بدلیسیؒ
ترجمہ: مولانا علی محمد محمدی منہاجین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الۡفَرۡدِ الۡقَدِیۡمِ، الۡوَاحِدِ الصَّمَدِ، وَصَلَّی اللہ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الۡکَرِیۡمِ، الۡمَخۡصُوۡصُ بِالۡخُلُقِ الۡعَظِیۡمِ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہِ الدَّاعِیۡنَ اِلَی الۡمِنۡہَاجِ الۡقَوِیۡمِ وَالصِّرَاطِ الۡمُسۡتَقِیۡمِ وَسَلَّمَ تَسۡلِیۡمًا۔

سب تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جو یکتا، قدیم، واحد اور بے نیاز ہے۔ اللہ کی رحمتیں اور سلامتی نازل ہوں حضرت محمد ﷺ وسلم پر جو (اللہ کے محبوب و مقرب) نبی، بزرگی والا اور خلق عظیم سے مخصوص ہیں اور آپ کے آل اور اصحاب پر جو اللہ کے مضبوط و مستحکم راستہ، صراط مستقیم کی طرف دعوت دینے والے ہیں۔

حمد وصلواۃ کے بعد یہ بهجة الطايفة بالله العارفة یعنی اللہ کی معرفت رکھنے والی جماعت کی خوشی ہے۔ میں نے اس کا یہی نام رکھا ہے۔

سبب تالیف

حضرت شیخ معلم صوفی اللہ کے عفو و درگزر کے امیدوار فرماتے ہیں: کہ جب میں نے بعض اصحاب کے اشارے پر اس کتاب کو لکھنے کا پختہ ارادہ کیا پس میں نے اللہ کے فضل و کرم سے مدد چاہتے ہوئے کتاب لکھنا شروع کیا ہی تھا میں نے ایک واقعہ میں بعض صالحین کو ایک لمبی چوڑی کتاب عطا فرماتے ہوئے یہ دیکھا۔ یہ کتاب مجلد نہ تھی جب میں نے کتاب کھول کر دیکھا تا کہ اس کے مشمولات جان سکوں تو وہ کتاب بهجة الطائفه (جماعت کی خوشی) کے نام سے موسوم تھی، سو میں نے اپنی طرف سے بالله العارفة (اللہ کی معرفت رکھنے والی) کا اضافہ کیا۔ پس میں نے اس واقعہ سے حصول برکت کرتے ہوئے کتاب کا نام وہی (بهجة الطائفه بالله العارفة) رکھا۔

فصل ۱: واقعہ، فتوح، مرید اور وقت

واقعات

اگر کہا جائے کہ واقعہ کیا ہے؟

کہا گیا: واقعہ شک و شبہ سے پاک یقینی غیبی بیان ہے جس کی عقل و نقل کے تصرف کرنے سے کشف و ذوق کا رقیب حفاظت کرتا ہے۔ پس وہ (واقعہ) اعمال اور احوال کے درمیان حصول بصیرت کا وہ آئینہ ہے جس کے ذریعے اعمال کی پاکیزگی اور احوال کی صفائی کے درمیان فرق معلوم ہوتا ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

تَبۡصِرَةً وَّ ذِكۡرٰى لِكُلِّ عَبۡدٍ مُّنِيۡبٍ (سورۃ قٓ آیت ۸)

یہ (یہ سب) بصیرت اور نصیحت (کا سامان) ہے ہر اس بندے کے لیے جو (اللہ کی طرف) رجوع کرنے والا ہے۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ کیا قرآن مجید سے مرید کے فتوح پر استدلال کیا جاسکتا ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: جی ہاں! پھر آپ نے اللہ عزوجل کا یہ فرمان تلاوت فرمایا:

وَ كُلًّا نَّقُصُّ عَلَيۡكَ مِنۡ اَنۡۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ وَ جَآءَكَ فِىۡ هٰذِهِ الۡحَـقُّ وَ مَوۡعِظَةٌ وَّ ذِكۡرٰى لِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ (سورۃ ھود آیت ۱۲۰) ہم رسولوں کی خبروں میں سے سب حالات آپ کو سنا رہے ہیں جس سے ہم آپ کے قلب (اطہر) کو تقویت دیتے ہیں، اور آپ کے پاس اس (سورت) میں حق اور نصیحت آئی اور اہل ایمان کے لئے (عبرت و یاددہانی بھی)۔

سو واقعہ اس مرد مومن کے لیے غیبی احوال پر بصیرت حاصل ہونے کی بناء پر دلوں کا ذکر ہے جس نے ان تمام چیزوں پر رب کی طرف سے حاصل ہونے والی بصیرت کے انوار سے ایمان لایا جو آنکھوں سے اوجھل ہیں بصیرت کے یہ انوار عرفان و وجدان یا ایمان کے طریقے سے حاصل ہوتے ہیں۔

فتوحات

کہا گیا: فتوح کیا ہے؟

آپ نے ارشاد فرمایا: دل کی طرف رب کا تحفہ ہے اور وہ دل کے مختلف ہونے کی وجہ سے مختلف ہوا کرتا ہے۔

مرید (صاحب ارادہ)

کہا گیا: مرید کون ہے؟

آپ نے ارشاد فرمایا: (مرید) وہ ہے جو اپنے وقت کی حفاظت کرتا ہے، اپنے دل کی طرف جھک کر کان دھرتا ہے، اپنے رب کی یاد کے قید میں بند ہوتا ہے۔

وقت

کہا گیا: وقت کیا ہے؟

آپ نے ارشاد فرمایا: جو تجھے اپنے ساتھ اکٹھا رکھے اور تجھے اپنے حق کی ادائیگی کے ساتھ چمٹائے رکھے۔ جو تجھ سے اپنا کام لے اور اپنے سوا تیرا کوئی شغل باقی نہ رکھے وہ دو وقتوں یعنی ماضی اور مستقبل کے درمیان (حال کا) وقت ہے۔ وہ نہ ماضی کے ساتھ ہے نہ مستقبل کے ساتھ۔ وہ وقت قلب کی طرف اپنے رب کا مشاہدہ کرنے والے کے مشاہدے کی تاثیر سے مزید چمک کے ساتھ اپنے اہل کے ساتھ ہوتا ہے۔

فصل ۲: عید القلب، عبادات و بندگی اور اس کے ثمرات، باب القلب، انابت، باب الرب، مراقبہ، استقامت، صاحبِ استقامت اور اقسام استقامت

عید القلب

کہا گیا: قلب (دل) کی عید کیا ہے؟

آپ نے ارشاد فرمایا: رب کی طرف سے مزید قرب پانا قلب کی عید ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَنَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَيۡهِ مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِيۡدِ (سورۃ ق آیت ۱۶)

اور ہم اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہر وہ دن جس میں اللہ کی معصیت اور نافرمانی نہ کی جائے وہی (مردِ مومن کی) عید ہے اورانسان کی سعادت نو ہے۔ دلوں کی عید مشاہدۂ حق کی مزید قربت پانا ہے اور وجود کے باقی گم گشتگی کے خیال کے اثر کو ثابت کرنا ہے کیونکہ سابقین کے فتوح رب العالمین کے خزانوں میں سے ہے۔ وہ مجتہدین کے پردہ ہائے اجتہاد کے پیچھے سے چمکتا ہے۔ صادقین (سچوں) کی صدق (سچائی) کے آئینے کے پیچھے سے اللہ عزوجل کے فرمان:

وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا ؕ وَاِنَّ اللّٰہَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ

(سورۃ العنکبوت آیت ٦٩) اور جو لوگ ہمارے حق میں جہاد (اور مجاہدہ) کرتے ہیں تو ہم یقیناً انہیں اپنی (طرف سیر اور وصول کی) راہیں دکھادیتے ہیں، اور بیشک اللہ صاحبانِ احسان کو اپنی معیت سے نوازتا ہے۔

کے راز کو ظاہر کرتے ہوئے قرب و تمکین کے انوار چمکتے ہیں۔

عبادات وبندگی اوراس کے ثمرات

جب اللہ تعالیٰ نے عبادات میں واجبات رکھیں اسی وجہ سے ان (واجبات) میں اسرار و رموز اور ثمرات بھی رکھی ہیں تو اس (اللہ) نے واجبات کو افعال اور ان (واجبات کی احسن صورت میں ادائیگی) کے ثمرات کو احوال قرار دیا ہے۔ افعال ہر خاص وعام کے لئے تکلیف شرعی ہیں اور احوال الہام وانعام والے کے لئے تشریف وبزرگی ہیں۔ تکالیف اور افعال والے ثواب میں اضافہ اور عذاب کے خوف میں مشغول ہیں:

☆ تشریف وبزرگی اور احوال والے قرب الٰہی کا دروازہ کھلنے،

☆ بندہ اور رب کے درمیان حایل حجابات اور پردوں کے اٹھنے،

☆ خطاب الٰہی کے سننے اوراسباب وذرائع کو ترک کرنے،

☆ غرض وغایت کے حاصل ہونے کے بعد مزید قرب پانے کے امیدوار

☆ اور حجابات کے دوبارہ حائل ہونے کے خوف میں ترساں ہیں۔

پس ان صاحبانِ احوال کے بدنی وجسمانی عبادات وطاعات میں قلبی مشاہدات اور ذوقی علوی لذات ہیں ان کے دلوں کے لئے اللہ کی معیت وصحبت میں غیبی احوال اور الہامی کلمات ہیں۔ایسے محققین کے اعمال کے ثمرات کے اثبات میں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

اَلْجُمُعَةُ حَجُّ الْمَسَاكِيْنَ جمعہ مسکینوں کا حج ہے۔

سو اب ہم ذہن کو قلب کے دروازے پر ٹھہرا کر اور قلب کو رب کے دروازے پر چھوڑ کر متلاشیانِ حق محققین کے معانی کی تہہ میں جانے کی شرط پر رب العالمین کے رسول(مکرم) ﷺ کے کلمات کے اسرار ورموز ڈھونڈتے ہیں۔

باب القلب

کہا گیا: قلب (دل) کا دروازہ کیا ہے؟

ارشاد فرمایا: مقامِ انابت میں حصول التماس کے وقت اپنے حواس کے تصرفات کو تکلف وتلطف سے روکے رکھنا قلب کا دروازہ ہے تاکہ انس کا ورود حاصل ہو اور حواس کا تعلق قلب کے ساتھ قائم ہو۔

یہ بھی ارشاد فرمایا: ذکر کی لذت پانا قلب ودل کا دروازہ کہلاتا ہے۔

توبہ وانابت

کہا گیا: انابت کیا ہے؟

آپ نے ارشاد فرمایا: صحیح رجوع کے ساتھ، ثمرئہ توبہ کی بناء پر اپنی ذلت وپستی اور اللہ کے رعب ودبدبہ کے ساتھ اس کی دعوت کی قبولیت کی طرف سبقت کرنا، جس نے اس کو دعوت دی ہے، انابت کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(جاری ہیں)



غیر مطبوعہ رسائل

رسالہ حقیقتِ ایمان

حضرت میر سید علی ہمدانیؒ
ترجمہ: غلام حسن حسنو

(نوٹ) ہر شمارے میں شاہ ہمدان یا سلسلۃ الذہب کے کسی شیخ کا ایک غیر مطبوعہ رسالہ پیش کیا جارہا ہے شمارہ ہذا میں شاہ ہمدان کا رسالہ ''حقیقتِ ایمان'' نذر قارئین ہے۔

جیسا کہ نام سے ہی ظاہر ہے کہ شاہ ہمدان کا یہ رسالہ ایمان کی حقیقت کے بارے میں ہے۔ ایمان میر سید علی ہمدانیؒ کا مرغوب ترین موضوع ہے تقریباً آپ کی تمام تصانیف میں کسی نہ کسی حوالے سے ایمان پر مضامین موجود ہے۔ اس رسالے میں شاہ ہمدان کے نزدیک ایمان سے مراد ایمانِ صوفیہ وسالکین ہے نہ کہ ایمان سادہ مسلمین۔ ایمان اور اس کے متعلقات سے بارے میں شاہ ہمدان اس رسالے میں بکثرت قرآنی آیات، احادیث نبوی اور اشعار شاعراں لاتے ہیں اور اپنے مباحث پر استدلال قائم کرتے چلے جاتے ہیں یہاں تو آپ نے دو حکایات بھی نقل کیے ہیں۔ آیات، احادیث اور اشعار کے حوالے سے شاہ ہمدان کی تمام کتب ورسائل میں سے سب سے زیادہ اس رسالے کو فوقیت حاصل ہے۔

اس رسالے کے مخطوطات کم پائے جاتے ہیں تاہم اس کے درج ذیل مخطوطات کا ہمیں علم ہے۔

۱۔ کتابخانہ گنج بخش اسلام آباد پاکستان نمبر ۱۴۰۹۲۔ مکمل۔ یہ ۱۰۸۵ھ سے پہلے کتابت شدہ ہے۔

۲۔ کتابخانہ گنج بخش اسلام آباد پاکستان نمبر ۵۴۱۷۔ مکمل۔ یہ بارہویں صدی ہجری کی کتابت شدہ ہے۔

۳۔ کتابخانہ نظامانیاں ٹنڈو قیصر حیدر آباد ابو نصر بہاوالدین سندھی ۱۱۷۵ھ میں کتابت شدہ ہے۔

۴۔ کتابخانہ ملی ملک تہران ایران نسخہ نمبر ۴۲۵۰۔ یہ ۷۹۰ھ میں کتابت ہوئی ہے۔

۵۔ فرہنگستان تاشقند ازبکستان۔

اس کے کسی مطبوعہ نسخے کا ہمیں علم نہیں پہلی بار شائع کرنے کی سعادت ہمیں مل رہی ہے فللہ الحمد اولاً واخراً۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ اللہِ تَلَالَاتُ اَنۡوَارِ عَرۡفَانِہٖ عَلٰی قُلُوۡبِ الۡعَارِفِیۡنَ بِاشۡتِعَلِ نَارِ مُحَبَّتِہٖ عَلٰی اَرۡوَاحِ الۡمُحِبّیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی اَفۡضَلِ الۡھَادِیۡنَ وَالۡمَھۡدِیّیۡنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ

طالب صادق شہبازِ عالم قدسی

امابعد! اے طالب صادق جان لے کہ تم عالم قدسی کا شہباز ہو جو آشیانۂ قرب:

وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَہٗ مَقَامٌ مَّعۡلُوۡمٌ (الصّٰفّٰت: ۱۶۴) ہم میں سے ہر ایک کے لئے معلوم مقام ہے۔

سے اشارہ اور تربیتِ نفخۂ: وَنَفَخۡتُ فِیۡہِ مِنۡ رُّوۡحِیۡ (ص: ۷۲) اور میں نے اس میں اپنی روح پھونک دی۔

اور: کُنۡتُ کَنۡزًا مَّخۡفِیًّا میں ایک مخفی دفینہ تھا۔ کے تحت شکار عرفان کی جانب اڑ گیا تھا، پس تم حضرت احدیت کے جلال و جمال کے مطالعۂ دقائق کے لئے اشارہ اور نوازنے کے مقامِ انس میں آکر حاضر رہ! تاکہ تم دانۂ:

زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّھَوٰتِ (آل عمران ۱۴) لوگوں کے لئے شہوات کو مزین کیا گیا ہے۔

کے پیچھے پڑ کر دامِ مردار: اَلدُّنۡیَا جِیۡفَۃٌ دنیا ایک مردار ہے۔ میں گرفتار نہ ہو جائے اور وادئ کلاب: وَطَالِبُھَا کِلَابٌ دنیا کا طالب کتا ہے۔ میں سرگردان نہ ہو جائے! اور دولت مراجعت: اِرۡجِعِیۡۤ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرۡضِیَّۃً (فجر: ۲۸) تم اپنے رب کے پاس بخوشی وراضی لوٹ آ۔

سے محروم نہ رہ جائے پھر تو افسوس ہو گا کہ تم شاہباز ہو کر اس مردار پر جھک جائے۔

بازی کہ ہمی دست ملک راشاید منقار بمردار کجا آلاید
بر دست ملک نشیند آزاد ز خود در بند اشارتی کہ او فرماید

یعنی جو شہباز بادشاہ کے لائق ہوتا ہے وہ اپنی چونچ کو مردار سے گندہ نہیں کرتا بلکہ وہ بادشاہ کے ہاتھ پر آبیٹھتا ہے اور اس کے حکم کا منتظر رہتا ہے۔

پس تم پھرتی کے ساتھ حق تعالیٰ کے ماسوا کے چہروں پر داغ بیزاری داغ لو اور مردانہ وار گوشۂ:

كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ (روم:۳۲)ہر جماعت اپنی اپنی چیز پر نازاں ہوتی ہے۔

سے قدم باہر نکالو اور: اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ (صافات:۹۹) میں اپنے رب کے پاس جانے والا ہوں وہ مجھے راستہ دے گا۔

کہتے ہوئے کعبۂ وصالِ حق کا احرام جسم وجان پر باندھ لو اور بیابانِ وصول حق میں خواہشات، نفس، شیطان اور مخلوقات کی مخالفت کے کانٹوں کے زخم سے شکستہ دل مت ہو جا کیونکہ یہاں دوستوں پر عطا کی بجائے طوفان بلا: مَنْ اَحَبَّنِيْ اِبْتَلَيْتُهٗ وَمَنْ اِبْتَلَيْتُهٗ قَتَلْتُهٗ وَمَنْ قَتَلْتُهٗ فَعَلَيَّ دِيَتُهٗ وَمَنْ عَلَيَّ دِيَتُهٗ فَاَنَا دِيَتُهٗ جو مجھے چاہتا ہے اس کو آزماتا ہوں جسے آزماؤں اس کو قتل کرتا ہوں جسے قتل کروں مجھ پر اس کی دیت ہے جس کی مجھ پر دیت ہو میں اس کی دیت ہوں۔

برسائی جاتی ہے۔اگر وصال دوست چاہتے ہو تمہیں منہ کے بل چلنا ہو گا۔

از سر سر در گزر تا اندرین رہ رہ بری　　　پس بمیدانِ طلب سر گشتہ چون پر کار شو

یعنی اس راہ میں سر کے بل چلو تا کہ تم اسے طے کر سکے تمہیں پر کار کی مانند میدان طلب میں خوب گھومنا پھرنا ہو گا۔

سالک کی بیداری

جب تم محبوب سے ملنے کے لئے کعبۂ وصال کا عزم کرے گا تو سب سے پہلے تمہیں وادی ایمن معرفت میں قدم رکھنا ہو گا اور ابراہیم وار:

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا (انعام:۷۶) جب رات چھا گئی اور ایک تارا دکھائی دیا۔

کے تحت لوح موجودات پر جمال وجلال مولا کا مطالعہ کرنا ہو گا تا کہ تم:

☆　محبوب کی بے کراں وحدانیت اور بے پایاں قدرت کو،

☆　بے زوال پادشاہی اور بے انتقال مملکت کو،

☆ مقام کمال میں اس کے غایتِ کمال کو،

☆ اور مقام جمال میں اس کے بے نہایت جمال کو،

دیکھ لے اور جس چیز کی جانب دیکھے اس سے نعرۂ توحید بلند ہوتے ہوئے سن لے۔

فَفِیْ کُلِّ شَیْئٍ لَّہٗ اٰیَۃٌ تَدُلُّ عَلٰی اَنَّہٗ وَاحِدٌ

یعنی ہر چیز میں محبوب کی نشانی ہے جو اس کی وحدانیت پر دلالت کرتی ہے۔

اس وقت سلطان دل کلی اشتیاق کے ساتھ کھڑا ہو جائے گا اور نالہ:

یٰحَسْرَتٰی عَلٰی مَا فَرَّطْتُّ فِیْ جَنْۢبِ اللّٰہِ (زمر ۵۶) کہنے لگے: ہائے افسوس! اس کمی اور کوتاہی پر جو میں نے اللہ کے حق میں کی۔

در جہان شاہدی و ما فارغ در قدح جرعہ ای و ما ہشیار

جہاں میں محبوب موجود ہے لیکن ہم فارغ و بے تعلق بیٹھے ہیں جام میں شراب موجود ہے مگر ہم ہوشیار ہیں اور پینے کے موڈ میں نہیں اور دار الملک احدیت:

اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّ مَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ (انعام:۷۹)

میں نے یکسو ہو کر توجہ اس کی جانب کر دی ہے جس نے زمین و آسمان کو بنایا میں مشرکین میں سے نہیں ہوں۔

کی جانب متوجہ ہو جائے گا۔ اس حال کو یقظہ یعنی بیداری و ہوشیاری کہتے ہیں۔

آتشِ مودتِ حق

پھر جب خواب غفلت سے بیدار ہو جائے، آتش شوق و محبت کے شعلے بلند ہو جائیں اور اپنے آپ اور دنیا سے کٹ جائے تو پکار اٹھے گا کہ

ہر دم ز وجودِ خود ملالم گیرد سودای وصالِ آن جمالم گیرد

پروانۂ دل چو شمع رو پیش بیند | دیوانہ شود گم در عالم گیرد

یعنی جب سے مجھ میں جمال محبوب کے وصال کا سودا پیدا ہوا ہے مجھے اپنے وجود سے ہر وقت ملال رہتا ہے۔ میرا پروانۂ دل جب کوئی شمع دیکھ لیتا ہے تو اس کا دیوانہ ہو جاتا ہے اور دو جہاں کی کوئی خبر اس کو نہیں ہوتی۔

اس مرحلے پر جب وہ حضرت حق کو سود و زیاں سے بری جان لے گا تو رضائے آنحضرت کے حصول سے متحیر ہو جائے گا اور دم بدم اس کی آتشِ محبت کے شعلے مطالعۂ جمال میں تیز سے تیز تر ہو جائیں گے تو حضرت حق تعالیٰ مقتضائے:

مَنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ اِلَیْهِ ذِرَاعًا وَّمَنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ اِلَیْهِ بَاعًا وَمَنْ اَتٰنِیْ یَمْشِیْ۔ اَتَیْتُهٗ هَرْوَلَةً۔

جو میری جانب ایک انگشت آئے میں اس کی جانب ایک ہاتھ بڑھتا ہوں جو ایک ہاتھ میری جانب بڑھے میں ایک باع بڑھتا ہوں جو میرے پاس چل کر آئے میں اس کی طرف دوڑ کر جاوں گا۔

اپنے محبوب طالبین کے اشتیاق کو اور بھی بھڑکا دیتا ہے۔

محبتِ حق کا حصول بذریعہ اتباع محمدی

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران:۳۱)

کہہ دیں کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کریں وہ بھی تمہیں چاہے گا۔

یعنی کہہ دیں کہ جو حضرت عزت کو دوست رکھتا ہو پس وہ میری متابعت کریں تا کہ حق تعالیٰ تمہیں دوست رکھے یعنی وہ تم سے راضی ہو جائے۔ یعنی جو بھی دعوی کرے کہ ہماری وجود کے بیشۂ ولایت میں حق تعالیٰ کی آتشِ مودت لگی ہوئی ہے جس نے مذموم خیالات اور فاسد ارادات کو جلا کر بھسم کر دیے ہیں جیسا کہ کہا گیا ہے:

اَلْمُحَبَّةُ نَارٌ اِشْتَعَلَهَا اللّٰهُ تَعَالٰی فِیْ قُلُوْبِ اَوْلِیَآئِهٖ حَتّٰی تَحْرِقُ مَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ مِنَ الْخَوَاطِرِ الْمَذْمُوْمَةِ وَالْاِرَادَاتِ الْفَاسِدَةِ

محبت اللہ تعالی کا اپنے دوستوں کے دلوں میں بھڑکائی ہوئی آگ ہے جو ان کے دلوں میں موجود مذموم خیالات اور فاسد ارادات کو جلادیتی ہے۔ان لوگوں پر افسوس جو کہتے ہیں کہ حضرت کبریا اور جبروت میں غایت استغراق کی بنأپر ہم ماسوااللہ کو بھول چکے ہیں کہ:اَلْمُحَبَّةُ نِسْيَانُ مَاسِوَىٰ الْمَحْبُوْبِ۔محبت ماسوائے محبوب کے سب کچھ بھول جانے کانام ہے۔

اگر تم سچ کہتے ہو تو ہمارے حبیب کی وادی اتباع میں قدم رکھو کیونکہ حبیب ہی حبیب کی راہ کو جان سکتا ہے۔

این رہ نتوان بخود بریدن در پہلوی پہلوان ما باش

یعنی اس راہ کو اکیلے طے نہ کریں بلکہ ہمارے پہلوان کی رفاقت میں رہ کر طے کریں۔

رموز عرفان کے خزانے، جو وجود انسانی کے خزانے میں ودیعت ہیں، صرف اسی آدمی کو مل جاسکتا ہے جس کی کنجی آنحضرت ﷺ سے لی ہو لہذا عروۂ وثقائے (مضبوط دستہ) اتباعِ محمدی کو مضبوط تھام لے ان کا معاملہ گویا ہمارا معاملہ ہے کہ:

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (نساء:۸۰)۔جس نے رسول کی اطاعت کی گویا اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

اور:اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ (فتح:۱۰) جو آپ کی بیعت کرتے ہیں گویا وہ اللہ کی بیعت کرتے ہیں۔

تاکہ اس کعبۂ وصال کے قصد کرنے والے سالارِ قافلہ کی اتباع کے ذریعے جمال وکمال کے دولت وصول:يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران:۳۱)۔اللہ تم کو چاہے گا۔

اسی سے عبارت ہے، تک پہنچ جائیں اور رضائے حق کے شراب جام جہاں نما کے قطرے ان کی جانوں کے حلق میں انڈیل دیں جو: وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ (آل عمران:۳۱) تمہارے گناہوں کو بخش دے گا کے تحت ظاہری وباطنی کدورتوں اور آلودگیوں کو ختم کریں گے۔

باطل اور مدعیٔ ایمان جماعتیں

گروہِ منافقین

مدعیانِ کاذب میں سے بعض آئے جیسا کہ حق تعالیٰ ان کے احوال کی یوں خبر دیتا ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ (البقرۃ:۸)لوگوں میں سے کچھ کہتے ہیں کہ ہم نے ایمان لایا حالانکہ وہ مؤمن نہیں اور انہوں نے دھوکہ اور فریب کی راہ سے بساطِ اقدس پر قدم رکھا اور حق تعالیٰ اوراس کے دوستوں کے ساتھ جرم: وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ (البقرۃ:۹)وہ صرف اپنے آپ کو دھوکہ دیتے ہیں مگر انہیں شعور نہیں۔ میں انہیں پکڑ لیا اور تاج کرامت: وَلَقَدْ كَرَّمْنَا (اسرا:۷۰)ہم نے مکرم بنایا۔ ان کے سروں سے اٹھا کر انہیں پستی کی رسی: اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ (اعراف:۱۷۹)وہ چوپائے ہیں بلکہ ان سے بھی گمراہ اور بدتر ہیں۔

ان کے گردنوں میں باندھ دیا اور قہاری وبے نیازی کے میدان میں لے آیا اور خسران کی سولی: فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ (بقرۃ:۱۶)انہیں تجارت نے فائدہ نہیں دیا۔

پر چڑھا دیا۔ انہیں سزا دیتے ہوئے ان کے گوشت پوست کو روغن خارشی میں پگھلا دیا ان کی زبانوں کو کاٹ دیا ان کی آنکھوں میں سلائیاں پھیر دیں کہ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ (البقرۃ:۱۸)انہیں حق تعالیٰ سے جدا کر دیا اور زندان ابدی وعذاب سرمدی اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ (النساء:۱۴۵)بے شک منافقین جہنم کے تہہ میں معذب ہوں گے۔ میں گرفتار کر دیا: هٰذَا جَزَاءُ مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ۔ یہ ہمارے ذکر سے روگردانی کی سزا ہے۔

گروہِ فاسقین

ایک اور گروہ ہے جس کو ہوا وہوس نے باندھ رکھا ہے اور کعبۂ وصال کی وادئ ناپید اکنار میں ان کے لئے (محبت دنیا کے) لذات وشہوات کا جال پھیلا دیا ہے جس کی کشش میں انہوں نے راہِ سلوک کو ایک طرف رکھ دیا

ہے:وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ (حج:١١)اور لوگوں میں سے ایسا بھی ہے جو دین کے کنارے پر رہ کر اللہ کی عبادت کرتا ہے۔

جب وہ اپنے مرادوں پر پلتے ہیں انہیں آرام ملتی ہے جب ان کے دلوں میں خواہشات کی ہوا محبت کے کانٹوں کو ہلاتی ہے تو وہ کعبۂ وصال کے راستے کو چھوڑ کر خواہشات اور مرادوں کا رخ کرتے ہیں کہ:فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ِۨ اطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ِۨ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ (الحج:١١)اگر انہیں کوئی بھلائی پہنچے تو وہ مطمئن ہو جاتے ہیں اور اگر کوئی آزمائش پہنچ گئی تو پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔

یہ بھی کاذب اور جھوٹے ہیں اور یہ بھی دونوں جہانوں: خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ (الحج:١١) دنیا اور آخرت دونوں میں خسارا۔

کے تحت خسارت کی سولی پر چڑھا دیے جائیں گے۔تاکہ بارگاہ حق کے قصد کرنے والے راہ کے شروع ہی میں اپنی کلاہِ رعنائی سروں سے اتار کر اپنی مرادوں کے جبینوں پر رقم بیزاری نقش کریں بلاوں کے گردن میں دستِ موافقت ڈالیں کیونکہ اس راہ کے ابتدا ہی میں دوستوں کے سروں پر ہزاروں طوفانی بلائیں برسائی جاتی ہیں کہ: اِنَّ الْبَلَاءَ مُوَكَّلٌ عَلَى الْاَنْبِيَاءِ ثُمَّ عَلَى الْاَوْلِيَاءِ ثُمَّ عَلَى الْاَمْثَلِ فَالْاَمْثَلِ۔ آزمائشیں انبیاؑ پر پھر اولیاؒ پر اور پھر اسی طرح کے دیگر لوگوں پر موکل ہیں۔

گروہِ گنہگاراں

ایک اور گروہ ہے جس نے ابتدا ہی میں اس راہ میں خلوص کے ساتھ قدم رکھ لیا تھا لیکن ان کے سعادت کی سواریوں کا پاوں محبت و دوستیٔ دنیا کے پتھر تلے آیا اور انہیں نیچے گرا دیا چنانچہ وہ مرکب سعادت چھوڑ کر پاپیادہ چل پڑے۔اور دنیا کی تاریک کنویں میں گر گئے۔وصال حق کی دولت وصول سے محروم رہ گئے چنانچہ وہ بھی کاذبین کے ساتھ مل گئے۔اس گروہ کے بعض افراد کے احوال حق تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے:

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا (عراف:١٧٥)انہیں اس شخص کی خبر سنائیں

جسے ہم نے اپنی نشانیاں دی ہیں پس وہ اس سے باہر نکل گئے۔ کہتے ہیں کہ وہ شخص بلعم باعور تھا جسے کتاب الٰہی کے بعض علم دیے گئے تھے۔

یعنی وہ اس آیت سے باہر نکل کر اس کے کافر (انکاری) اور رو گرداں ہو گئے تھے جب وہ آیات الٰہی کے قلعے کے محفوظ حصار سے نکل گیا تو لشکر عدو: اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا (فاطر:۶) بیشک شیطان تمہارا دشمن ہے تم بھی اس کو دشمن رکھو۔

کی کمین گاہ سے: ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَ مِنْ خَلْفِهِمْ وَ عَنْ اَيْمَانِهِمْ وَ عَنْ شَمَآئِلِهِمْ ؕ وَ لَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ (اعراف:۱۷) پھر میں ان کے سامنے سے، پیچھے سے، دائیں اور بائیں طرف سے آوں گا اور تو اکثر کو ناشکرا پائے گا۔

سے باہر نکل آئے اور اس کو گرفتار کر لیے اور اس کو آفتابِ عرفان کی روشنی سے محروم کر کے وادیٔ ضلالت کی تاریکی میں سرگرداں کر دیے کہ: فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ (اعراف:۱۷۵) پس شیطان نے اس کا اتباع کیا وہ گمراہوں میں سے تھا۔

اور: وَ لَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ (اعراف:۱۷۶) اگر ہم چاہتے تو ہم اس کو اٹھا لیتے۔

یعنی اس کو ابرار اور صدیقین کے منازل میں پہنچا دیتے لیکن اس دولت سے محرومی کے سبب وہ دو باتوں میں کھو کر رہ گیا:

اول دنیا کی جانب میلان

اور دوم خواہشات کی پیروی:

وَ لٰكِنَّهٗۤ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَ اتَّبَعَ هَوٰىهُ (اعراف:۱۷۶) لیکن وہ زمین میں ہمیشہ کے لئے رہ گیا اور خواہشات کی پیروی کی۔

حق تعالیٰ کے بساط قدس کے جلال و جمال جن کی غایت و نہایت کے ادراک سے اہل عالم عاجز و قاصر ہیں، کے باوجود وہ مردار دنیا کی جانب مائل ہو کر خواہشات کی پیروی میں لگ گئے چنانچہ انہیں بساطِ برگزید گی، مقام ولایت اور استجابت دعوات سے کتوں کی مانند بھگا دیا اور رسوائی کی سولی: فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ (اعراف:۱۷۶) وہ کتے کی مانند ہیں اگر بوجھ لادے تو ہانپے اور اگر نہ لادے تو بھی ہانپے۔

پر چڑھا دیا یہاں تک کہ اہل جہاں بے نیازی کے ساتھ ایک چوراہے پر کسی زاہد، عابد صاحب کشف اور مستجاب الدعوات کو سولی پر چڑھتے دیکھیں اور عبرت حاصل کریں۔

جب وہ دیکھتے ہیں کہ بے نیازی کی سخت آندھی چل رہی ہے، تو کوئی بھی گروہ اس پر مغرور نہیں ہونگے جو انہیں ملی ہے اور وہ عجب میں پڑنے کی بجائے درگاہ بے نیاز کی جانب اپنا رخِ نیاز موڑ دیں گے اور ان کی دولت و سرمایہ بے نیازی کی ہوا اڑالے جائیں گی۔

گروہِ پاکبازاں

ایک اور گروہ ہے جس نے کعبۂ وصال کے بیابان میں درست قدم رکھا وہ اپنے دعوائے محبت میں سچے ہیں جب انہوں نے مقام طفولیت سے ترقی کی اور ان کی زمینِ ولایت کے وجود پر آسمان دل سے آفتاب عقل چمکا آفتاب عقل کی روشنی میں انہیں لاکھوں عجیب و غریب مصنوعات دکھائی دیے جو ان کے الواحِ وجود پر دستِ قدرت کی کاریگری سے ظاہر ہوئے تھے کہ: وَ فِيْۤ اَنْفُسِكُمْ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ (ذاریات:۲۱) تمہارے اپنے نفسوں میں بھی نشانیاں ہیں۔

انہوں نے ان میں تامل کیا صحیفۂ وجود پر حق تعالیٰ کے جلال و جمال، کمال و قدرت اور علم و حکمت کو پڑھا چنانچہ انہوں نے لاکھوں دل و جان سے نسیم انس حق کے جھونکوں کا مشتاق ہو کر وادئ طلب کا رخ کیا۔ حق تعالیٰ کی جانب سے ان کے ہوش کے کانوں میں یہ خطاب پہنچا کہ: قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَاۨ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ ۪ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهِ

النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ كَلِمٰتِهٖ وَ اتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ (اعراف:۱۵۸)اے لوگو! میں تم سب کی جانب اللہ کا رسول ہوں۔ جس کے لئے زمین اور آسمان کے ملک ہیں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ کرتا اور مارتا ہے پس تم اللہ اور اس کے رسول و نبی امی، جو اللہ اور اس کے کلمات پر ایمان رکھتا ہے، پر ایمان لاو اور اس کا اتباع کرو شاید تم ہدایت پاؤ۔

ان کی جانوں کے کانوں میں گوشوارۂ اجابت پہنا دیا اور جام جہاں نمائے ایمان اس کے جام لطف و مہربانی پی کر نعرۂ شوق بلند کیا کہ: رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا (آل عمران:۱۹۳)اے رب! ہم نے ایک منادی کو ایمان کی ندا دیتے سنا کہ تم اپنے رب پر ایمان لاو پس ہم ایمان لے آئے۔

گروہِ صادقین و موحدین کی قسمیں

قسم اول اہل نجات

ان صادقین اور موحدین میں سے بعض نے اس دنیا کی طرف بس گوشۂ چشم سے دیکھے ہیں اور ہوا و ہوس کی راہ میں محض چند قدم چلے ہیں گناہوں کی تاریک کنویں میں قید ہو کر چند سانس لیے ہیں اور اس راستے کے رفقاٗ کے ساتھ چند منزلیں بسر کیے ہیں تاہم امید ہے کہ ایمان کی برکت ان کے گناہ پر قلم عفو و در گزر کھینچ لیں گی اور انہیں جنت کے سر ابستانوں میں لے آئیں گی کہ: لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ (آل عمران:۱۹۵)ہم گناہوں کو دور کر کے انہیں جنت میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں یہ اللہ کی جانب سے ثواب ہیں اور اللہ کے پاس بہترین ثواب ہیں۔

قسم دوم اہل ریاضت

بعض نے نعمت ہائے ابدی، دولت ہائے سرمدی، جمال حور، زینت قصور، انہار و اشجار اور باغ و غلماں کے راحتوں سب کی جانب رغبت کی اور نعیم ابدی تک رسائی کی خاطر لذات و شہوات فانی کو داغ مفارقت دے دیا یہ

جماعت بھی انہی میں سے ہے۔

قسم سوم بلائے سے شکستہ

ایک اور جماعت ہے طوفان بلا کی کثرت جو دوستوں کے سروں پر برسائی جاتی ہیں کہ:

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ (البقرہ:۱۵۵)

اور ہم ضرور بالضرور تمہیں آزمائیں گے کچھ خوف اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کے نقصان سے شکستہ ہو کر رہ گئے۔

قسم چہارم بلائے سے غیر شکستہ

ایک جماعت بلاکش اور بادہ نوشوں کی ہے جس نے اپنی مستی کو ترک کر دی ہے اور ظہورِ نورِ احدیت میں ظلمت بشریت کو معدوم کر دیا ہے۔

مائیم وجود خود بر انداختگان پیش رخ تو چون شمع شبہای دراز

و آتش بوجود خود در انداختگان پروانہ صفت وجود خود باختگان

یعنی ہم اپنے وجود کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے والے اور اپنے وجود کو آگ لگا کر بھسم کرنے والے ہیں، ہم لمبی لمبی راتیں شمع کی مانند جلنے والے اور پروانے کی مانند جل کر جان قربان کرنے والے ہیں۔

حکایت شیخ سری سقطی

ان گروہوں کے احوال پر حکایتِ شیخ سری سقطی قدس اللہ روحہ دلالت کرتی ہے۔ شیخ جنید قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ سری کو شور و غل مچاتے دیکھا۔ میں نے پوچھا کہ اے شیخ! یہ کیسا حال ہے؟ فرمایا کہ کل رب العزت کو خواب میں دیکھا فرمایا کہ اے سری! میں نے خلق کو پیدا کیا وہ دس گروہوں میں بٹ گیا ان میں سے نو گروہ زیب وزینتِ دنیا کی جانب مائل ہوئے صرف ایک گروہ ہمارے پاس رہ گیا ہے۔ جب میں نے بہشت کو پیدا کیا تو یہی ایک گروہ پھر دس گروہوں میں بٹ گیا ان میں سے نو گروہ جمال جنت کے شیفتہ ہو گئے بس صرف ایک گروہ ہمارے پاس رہ گیا جب میں نے ان کے سروں پر محنت وبلا کی چکی چلائی تو وہ بھی دس گروہوں

میں بٹ گیا جن میں سے نو گروہ شکستہ اور مغلوب ہوگئے صرف ایک گروہ مقام صدق میں ہمارے پاس رہ گیا۔ میں نے اس گروہ سے پوچھا تم کیسی قوم ہو تم دنیا کی جانب مائل ہوئی نہ تم نے جنت کی نعمتوں کی جانب دیکھا اور نہ ہی لشکر بلا سے شکست کھائی تمہارا مقصود و مطلوب کیا ہے؟ وہ بولے تو ہی بہتر جانتا ہے کہ ہمارے دلوں میں کیا چھپے ہیں؟ ہماری ارواح کس کی محبت میں آتشکدہ بنے ہوئے ہیں؟ ہماری زبانوں میں بتانے کی طاقت نہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ تم نے دست ہمت کو بلند شاخ میں لگا رکھے ہو اور ایک عظیم کام کی طمع رکھتے ہو ابھی تم جو خواہش رکھتے ہو تمہارے سروں پر اس قدر بلاوں کی بوچھاڑ کیے اگر پہاڑوں پر برسائے جاتے تو وہ ریزہ ریزہ ہو جاتا؟ انہوں نے جواب دیا کہ اَلَسۡتَ الۡفَاعِلُ۔ کیا ایسا کرنے والا تو نہیں تھا؟ یہ شربت دینے والا تو ہی تھا جب دینے والا تو ہے تو پھر اس سے ڈر کیسا؟

گر تاج میدہی غرض ما قبول تست   ور تیغ میزنی طلب ما رضای تست

یعنی اگر تو ہمارے سروں پر تاج کرامت پہنائے یہی تیرا قبول کرنا ہی ہمارا مقصد ہے اگر تو ہمیں تلوار سے مار دے ہماری آرزو تیری رضا کا حصول ہے۔

اس محبوب گروہ کی خصوصیات

(اس گروہ کی درج ذیل خصوصیات ہیں)

۱۔ یہ وہ گروہ ہے جو محبوب کی رضاجوئی کے میدان میں مخالفت ہوا و ہوس کے خار مغیلاں (کانٹوں) سے نہیں ڈرتے بلکہ بلا کا بوجھ اٹھانے اور زہر جفا چکھنے میں انہیں (مزا آتا اور) خوشی ہوتی ہے اور وہ کہتے ہیں۔

جمال کعبہ چنان میدواندم بنشاط   کہ خارہای مغیلان حریر می آید

یعنی جمال کعبہ تک پہنچنے کے لئے میں بخوشی و مسرت دوڑ پڑتا ہوں اس دوران خار مغیلان حریر کی مانند نرم ہو جاتے ہیں

۲۔ یہ تاج کرامت اس گروہ کے سروں پر یوم رشاش: ثُمَّ رَشَّ عَلَيۡهِمۡ مِنۡ نُوۡرِهٖ فَمَنۡ اَصَابَهُ ذٰلِكَ النُّوۡرُ فَقَدِ اهۡتَدٰى اَصَابَهُ ذٰلِكَ النُّوۡرُ فَقَدِ اهۡتَدٰى وَمَنۡ اَخۡطَاهُ فَقَدۡ ضَلَّ۔ پھر ان پر اس کا نور برسایا پس جس کو وہ نور پہنچا وہ ہدایت پا گیا جس نے وہ نور پہنچا وہ ہدایت پا گیا جس نے خطا کی گویا وہ گمراہ ہوا۔ رکھ دیا ہے۔

۳۔ روز الست ان کی جانوں کے حلق میں شراب مودت کے قطرے انڈیل دیے تھے۔

عشاق تو از الست مست آمدہ اند سرمست زبادۂ الست آمدہ اند

☆یعنی تیرے عشاق روزِ الست سے ہی بادۂ الست سے سرمست آئے ہیں۔

چنانچہ وہ مردانہ وار راہِ طلب میں جت گئے اپنے نفس کے حجابات کا کوئی اثر نہیں رہنے دیا۔

۴۔ پھر وہ وادیٔ تامل و تفکر: اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الۡاَلۡبَابِ (آل عمران:۱۹۰) بیشک زمین وآسمان کی تخلیق اور دن رات کے بدلنے میں عقلمندوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

میں اتر آئے ایوانِ جلال کو بلند وبرتر دیکھا کبریائے عظمت کے سمندر کو موجزن پایا اور بے نیازی کی آندھی کو تند وتیز مشاہدہ کیا لاکھوں کو بے نیازی کی سولی پر لٹکے دیکھا تو خوفِ الٰہی اور دبدبۂ شاہی کی بنا پر تمنائے وصال حق کی گفتگو کی جرات نہیں کر سکے۔

۵۔ انہوں نے حبیب حق تعالیٰ ﷺ کی اتباع کے عروہ وثقی (مضبوط دستہ) سے تمسک کر لیا یہاں تک کہ وہ اس کے وسیلے سے محبوب حقیقی تک پہنچ گئے کہ: فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡكُمُ اللّٰهُ (آل عمران:۳۱) تم میری اتباع کرو تو اللہ بھی تم سے محبت کرے گا۔

۶۔ جب انہوں نے میدانِ اتباعِ حبیب میں اپنے محبوبات ومرغوبات کو خیر باد کہہ دیا اپنے نفس اور

خواہشات کی مخالفت اور محبوب کی موافقت کی تو آثارِ: یُحۡبِبۡكُمُ اللّٰهُ (آل عمران:۳۱) اللہ بھی تمہیں چاہے گا۔ ظاہر ہوا اور گنج: كُنۡتُ كَنۡزًا مَّخۡفِیًّا۔ میں ایک مخفی دفینہ تھا۔ سے طلسمات اٹھالیا اور طالبین کو وادیٔ حیرت میں چھوڑ دیا۔

كُنۡتُ كَنۡزًا گفت با نا محرمان روی محرم دید سر صحرا نہاد

یعنی نامحرم لوگوں کو کہہ دیا کہ میں ایک مخفی دفینہ ہوں جب محرم کا رخ زیبا دیکھ لیا تو صحرا کی راہ لی۔

۷۔ اس جماعت کی چشم جان: اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ (نور:۳۵) اللہ زمین اور آسمان کا نور ہے۔

کے تحت پرتوِ نور میں کھول دیا انہوں نے بارگاہِ بے مثال دیکھ لی اور حق تعالیٰ کو دیکھ لیا جس کے کُنْ (ہو جا) کہنے پر فَیَکُوْن (سب کچھ ہو جاتا ہے) اس کے بیان کی بساط ماوراٗ جلال کو دیکھا اور فہم و تصور سے بلند و بالا جمال کو دیکھ لیا انہیں ایک گروہ دکھائی دیا جو انعام واحسان کے پر شکوہ نظارے اور نعیم جنت ورضوان اور حور وغلمان، کے عظیم مشاہدے میں مگن تھا جنہوں نے اپنی جانوں پر نیاز مندی واطاعت کا کمربند کس رکھا تھا فرمانِ حق سننے کے لئے گوش بر آواز تھا اور عطائے سبحان پر چشم انتظار لگی ہوئی تھی۔

گروہِ محبوبین کا مشاہدات

اول مشاہدۂ ظالمین

انہوں نے ایک گروہ کو دیکھا جو اللہ تعالیٰ کے آثار قہر وغضب کا نشانہ اور آتش عذاب کا شکار: اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا ۙ اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا (کہف:۲۹) ہم نے ظالمین کے لئے جہنم کی آگ تیار کیے ہیں جسے اس کی قناتوں نے گھیر رکھا ہے۔ میں حیران و سرگرداں، اس کی خشیت اور سیاست سے گریان، اس کی آتش مفارقت میں بریان تھے۔

دوم مشاہدۂ عاشقین

انہیں ایک طائفہ دکھائی دیا جو بحر عرفان کی موجوں کے کنارے شراب شوق کے جام پی کر مست اور نادان ہو کر پڑے ہوئے تھے جبکہ بعض شرابِ وصال کے سمندر میں غرق ہونے کے باوجود :هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ۔ کیا اور بھی ہیں؟ کے نعرے لگا رہے تھے۔

جرعۂ می بکام جان مشتاقان رسید آن یکی نعرہ زنان آمد، دگر خاموش بود

یعنی مشتاقین کے حلقوم جان میں شراب کے قطرے پہنچ گئے تو ایک نعرے بلند کرنے لگے اور دوسرا مست ہو کر خاموش ہو گئے۔

جس قدر شرابِ عرفان ان تشنگانِ زلالِ وصال کے حلق میں انڈیل دیتے وہ اور بھی پیاسے ہو جاتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ سمندر بھی پی جائیں تب بھی تشنگی کم نہ ہوں حالانکہ تمام مخلوق اس سمندر کے کنارے پر ایک مچھر کی مانند ہے جس نے سمندر میں اپنا پر ڈال لیا تو جاننا چاہیے کہ اس سمندر سے کتنی مقدار کا پانی اس کے پر کو لگے گا؟ تمام عارفین اور طالبین کا ادراک اس عظمت و کبریائے الوہیت کو مچھر کے گیلے پر کی نسبت سے تصور کرسکتے ہیں۔

کراست زہرہ ویارا کہ تامحیط شود　　　بذرۂ زکمال وجمال آن درگاہ

یعنی اس در گاہ کے کمال و جمال کے ایک ذرے کے مقابلے میں کس میں ہمت اور جرات ہے کہ وہ سمندر بن جائے؟

یہاں جس کی طرف نظر ڈالے اسے اس میں جمال محبوب دکھائی دیتا ہے۔

ہمہ جمال تو بینم چو دیدہ باز کنم　　　ہمہ شراب تو نوشم چولب فراز کنم

دریغم آید بادیگران سخن گفت　　　چو از حدیث تو گویم سخن دراز کنم

یعنی جب آنکھ کھول کر دیکھتا ہوں تو ہر طرف تیرا جمال دکھائی دیتا ہے جب منہ کھول لوں تو شرابِ محبت سے منہ بھر جاتا ہے دوسروں سے بات چیت کرنے پر افسوس ہوتا ہے کیونکہ میں جب بھی تیری بات کرتا ہوں تو گفتگو دراز کرلیتا ہوں اور ذرے ذرے کی زبان حال سے تسبیح و تقدیس سنائی دیتی ہے کہ: وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ (اسرا:۴۴) کوئی چیز نہیں جو تیری تسبیح بیان نہ کرتی ہو۔

ہر خانقاہ میں لاکھوں طالبین دکھائی دیتے ہیں جو فقر و نیاز کے نعرے بلند کر رہے ہیں۔

صد هزاران اند در هر گوشه ای همچو من سرگشته و حیران او　　　دل پر از خون گشته در بحرِ غمش دردمند و دیده بر درمانِ او

یعنی ہر گوشہ و کنار میں مجھ جیسے سرگرداں و حیراں لاکھوں ہیں جن کا دل بحر غم میں خون خون ہیں ایک جانب وہ دردمند ہیں دوسری طرف اس کے دوا و مرہم پر ان کی نظر ہے۔

طالبین کا غلغلہ عرش کے اوپر سے بھی گزر جاتا ہے، وہ ان کے کانوں میں پہنچ جاتا ہے۔

ای بر درسرایت آشوب عشق بازان — هم چون بر آبِ شیرین غوغای کاروانی

یعنی اے محبوب! تیرے دروازے پر عشاق کا ایسا شور وغوغا ہے جیسے آب شیرین کے چشمے پر کاروانوں کا غلغلہ ہوتا ہے۔

اس مقام میں آتشِ محبت کی چنگاری اس کے جنگل وجود میں لگ جاتی ہے اور اس کا وجود آتش محبت میں جل جاتا ہے چنانچہ وہ بے سر وجان کاشانۂ جلالِ حق کا قصد کرتا ہے کیونکہ کوئی بھی لشکر ہستی اور خود بینی کے ساتھ کاشانۂ جلال تک پرواز نہیں کر سکتا۔

مجرد شو اگر خواہی کہ راہی بر تو بگشاید — ز تو تا با تو موی ہست ہیچت روی ننماید

جنب را تا یکی ذرہ بر اعضا خشک می ماند — نہ در مسجد ورا ہست ونی یک سجدہ را شاید

یعنی اگر تم محبوب تک راہ پانا چاہتے ہو تو مجرد ہو جاؤ کیونکہ جب تک تیری ہستی بال برابر موجود ہو وہ تمہیں اپنا چہرہ نہیں دکھائے گا جنبی کے اعضائے جسم پر ذرہ برابر خشک رہ جائے وہ مسجد میں جا سکتا ہے نہ ہی وہ ایک سجدہ کرنے کے لائق ہوتا ہے۔ اشارتِ: ارۡجِعِیۡۤ اِلٰی رَبِّکِ (فجر ۲۸) اپنے رب کے پاس لوٹ آ۔

عالم ملکوت میں بلند ہوتا ہے عابد حضرات اپنی عبادتوں پر شرمندہ ہو جاتے ہیں سب آستانِ اطاعت پر نیاز مندانہ رخ کیے ہوئے ہیں سب شائبۂ ریا سے خالی اور کدوراتِ خواہش سے صافی ہیں سب تجلائے جمال کے طالب اور کعبۂ وصال کے مشتاق ہیں سب وادیٔ طلب میں سرگرداں اور کاشانۂ جلال کو جانے والے بیابان میں حیران ہیں جب سدرۃ المنتہائے: وَمَا مِنَّاۤ اِلَّا لَہٗ مَقَامٌ مَّعۡلُوۡمٌ (صافات ۱۶۴) ہم میں سے ہر ایک کے لئے معلوم مقام مخصوص ہے۔ پر پہنچ جائے، روح اپنے موعودہ وعدے کے مطابق مرکب نفس کا ساتھ دینے سے پھر جائے تو نفس بے حیا دیوانہ پروانے کی مانند اپنی وجود عاریت کو کھو دیتا ہے اور اپنے بال وپر کے بارے میں نہیں سوچتا خود کو شمع جلال پر گرا کر اس مقام سے گزر جاتا ہے اور کہتا ہے۔

مشتاق وصبوری از حد گزشت یارا — گر تو شکیب داری طاقت نماند ما را

یعنی اے محبوب! ہمارا اشتیاق اور صبر حد سے گزر گیا ہے بیشک تم میں صبر ہے لیکن ہم میں اب صبر کی طاقت نہیں۔

ملکوت میں غلغلہ بلند ہوتا ہے کہ یہ کونسا طائفہ ہے جو اس عالم میں پرواز کرتا، اس بساط پر قدم رکھتا اور اس مقام سے آگے بڑھ جاتا ہے؟ اس سے پہلے چار ہزار سالوں سے ان میں یہ ہمت نہیں تھی کہ وہ اس مقام سے ایک قدم آگے بڑھ جائیں؟: لَوْ دَنَوْتُ اَنْمِلَةً لَاَحْرَقْتُ اگر بال برابر آگے بڑھوں تو جل جاؤں اور یہ گروہ کون ہے جو: وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَہٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ (صافات ۱۶۴) ہم میں سے ہر ایک کے لئے معلوم مقام ہے۔

عنایت حق کے بال وپر کے ذریعے سدرۃ المنتہیٰ کی فضاوں میں پرواز کرتے تھے تو صومعۂ قرب کے باسی حیرت سے انگشت تعجب حیرت کی دانتوں سے کاٹتے اور انہیں ندا دیتے کہ اسرار: اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (البقرۃ:۳۰) یہ میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔

عالم ملکوت پر جلوہ افروز ہوتے جنہیں اتباع محمدی کے ذریعے عرش کی چوٹی سے آگے گزارتے کہ ہر ایک دامن حبیب ﷺ کو اپنے ہاتھ سے تھام لے تاکہ وہ محبوب حقیقی تک پہنچ جائے۔ بندہ کس جماعت کا ساتھ دے؟

خدا پرستوں سے وابستگی

پس اے بندہ! اچھی طرح غور کر کہ ان طوائف میں سے کس گروہ کے ساتھ ملنا چاہتے ہو؟ اور کس وادی میں قدم رکھنا چاہتے ہو؟ اگر اس گروہ کے ساتھ جانا چاہتے ہو جس نے نفس کو قدم تلے کچل دیا ہے اور دنیائے دنی (کمینہ) کو پس پشت ڈال کر شہبازوں کی مانند فضائے توحید میں پرواز کرتا ہے چشم جان سے انوار توحید: وَاِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ (البقرۃ:۱۶۳) تمہارا معبود ذات احد ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

دیکھ کر کعبۂ وصال حق کے مشتاق ہوئے ہیں خطاب حق: يَآاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ (البقرۃ:۲۱) اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو۔ کے تحت اپنے گردنِ جان پر طوق بندگی باندھ دیے ہیں۔

دنیا پرستوں سے وابستگی

یا اس گروہ کے ساتھ جو دنیا کی زینت و آرائش : زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَ الْبَنِيْنَ وَ الْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَ الْفِضَّةِ وَ الْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَ الْاَنْعَامِ وَ الْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ (آل عمران:۱۴) لوگوں کے لئے عورتوں، بیٹوں، سونے چاندی کے ذخیرہ کردہ خزانوں، داغے گئے گھوڑوں، چوپایوں اور کھیتوں کی خواہش اور محبت سے مزین کیا گیا ہے۔ یہ دنیا کے مال و متاع ہیں اللہ کے پاس بہترین ٹھکانہ ہے۔ میں کھو کر رہ گئے ہیں اور زاویہ: كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ (مؤمنون:۵۳) ہر جماعت اپنی ہی بات پر نازاں ہے۔

نفس امارہ کے قید ہو گئے ہیں وہ ان میں اس قدر کھو گئے ہیں کہ وہ غور و فکر نہیں کر پاتے کہ:

ز کجا آمدہ ام آمدنم بہر چہ بود	بکجا میروم آخر ننمائی وطنم

یعنی میں کہاں سے آیا ہوں؟ کس لئے آیا ہوں؟ کہاں جا رہا ہوں؟ اور میرا وطن کہاں ہے؟

اگر تم نے پہلے گروہ کا ساتھ دیا تو یہ: طُوْبٰى لَكَ ثُمَّ طُوْبٰى لَكَ۔ تمہارے لئے بہت بہت مبارک!

تلافی مافات

اور اگر دوسرے گروہ کا ساتھ دیا تو فی الفور اپنے احوال کا تدارک کر! اس سے پہلے کہ تم یہ نہ کر سکو!

تدارک یہ ہے کہ:

☆ اپنے نقد ایمان کی خبر لو۔

☆ اس کی خوب نگرانی کرو۔

☆ جان لے کہ اسے تم نے ایک امین، قابل اعتماد اور حق گو عالم دین سے لیا ہے۔

ایمان کی پہچان

ایمان کی پہچان دو دانش سے مکمل ہوتا ہے انہیں دو کے ذریعے ایمان جانا جاتا ہے۔

۱۔ ان دو میں سے ایک یہ کہ ان پر ایمان لائے جن پر ایمان لانا ضروری ہے جن پر ایمان لانے سے اس کو مؤمن کہتے ہیں۔ رسول ثقلین، نبی حرمیں حضرت محمد ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام کے سوال کے جواب میں فرمایا جو مصابیح کے حدیث اول میں ہے :اَلْاِیْمَانُ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰہِ وَ مَلَآئِکَتِہٖ وَ کُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ مَلَآئِکَتِہٖ وَ کُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ ایمان یہ ہے کہ تم اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں، آخرت کے کی کتابوں، اس کے رسولوں، آخرت کے دن اور اچھی یا بری تقدیر پر ایمان لائو۔

اس میں مؤمن بہ کی تفسیر بیان فرمایا ہے اس میں ایمان کو لفظ اَنْ تُؤْمِنَ سے اس لئے بیان فرمایا ہے کیونکہ صحابہ ٔکرام رضی اللہ عنہم نے لفظ اَنْ تُؤْمِنَ ایمان کو معلوم کر لیا کیونکہ وہ اہل لسان تھے پس اس حدیث میں مومن بہ کا بیان ہے اور ایمان کا بھی بیان ہے۔

ایمان، تصدیق اور اسلام

علمائے اسلام کثرھم اللہ تعالیٰ اَنْ تُؤْمِنَ کو بِاَنْ تَصَدَّقَ تفسیر کرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ: ایمان زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کرنا ہے یعنی تم محمد رسول اللہ کی خبر کو دل سے سچ کہے جسے آپ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے لایا تھا۔ ایسی تصدیق کہ جس میں وہ تمام شامل ہوں جنہیں آپ ﷺ اللہ کی جانب سے لے آئے۔ایسا ہونا چاہیے کہ:

☆ اس تصدیق کو اچھی طرح ظاہر کرے۔

☆ ایمان کو خوب ظاہر رکھے جب تک کوئی شرعی عذر مانع نہ ہو جیسے قتل یا کسی اعضائے جسمانی کے ضائع ہونے کا خدشہ۔ نقصان کے خدشہ کے وقت اگر وہ ایمان کو ظاہر نہ کرے تو شرعاً اس کو رخصت ہے۔

☆ رسول اللہ ﷺ کے لائے ہوئے احکام میں سے جو ایک ایک احکام اس کو پہنچے خواہ وہ تلخ ہو یا شیرین، اس کی خواہشات کے موافق ہو یا مخالف، کسی کا انکار نہ کرے۔

☆ زبان سے کھل کر یا دل میں چھپ کر کسی کا انکار یا استکبار نہ کرے۔اسی طرح باقی اعضأ سے استکبار نہ کرے اور نہ ہی دانستہ اور نہ ہی غیر دانستہ استکبار کرے۔

☆ اگر تصدیق جس کی تفسیر میں ایمان کہا گیا ہے، کو تسلیم اور اسلام بیان کرے تو بھی درست ہے یہ اس لئے کہ علمائے اسلام کثرھم اللہ تعالیٰ سے منقول ہے کہ: ایمان اور اسلام ایک ہی ہے چنانچہ تمہید میں ہے کہ:

اَلْاِسْلَامُ وَالْاِیْمَانُ ھُوَ التَّصْدِیْقُ وَالتَّسْلِیْمُ بِنُطْقِہٖ وَظَھْرِہٖ۔ اسلام اور ایمان بولنے اور اظہار کے لحاظ سے تصدیق اور تسلیم ہی ہیں۔اور شرح تاویلات میں کہا گیا ہے کہ: اَلْاِیْمَانُ وَالْاِسْلَامُ وَاحِدٌ ایمان اور اسلام دونوں ایک ہیں۔

شرح عقائد میں ہے کہ: اِلَاَنَّ الْاِسْلَامَ ھُوَ الْخُضُوْعُ وَالْاِنْقِیَادُ بِمَعْنٰی قُبُوْلِ الْاَحْکَامِ وَالْاِذْعَانِ وَذَالِکَ حَقِیْقَۃُ التَّصْدِیْقِ وَبِالْجُمْلَۃِ لَا یَصِحُّ فِی الشَّرْعِ اَنْ یُّحْکَمَ عَلٰی اَحَدٍ بِاَنَّہٗ مُؤْمِنٌ وَّلَیْسَ بِمُسْلِمٍ اَوْ مُسْلِمٌ وَّلَیْسَ بِمُؤْمِنٍ وَّلَا یَعْنِیْ بِوَحْدَتِھَا سِوٰی ھٰذَا۔ کیونکہ اسلام وہی خضوع اور انقیاد یعنی متواضع ہونا اور تابع ہونا کا معنی احکام اور یقین کا قبول کرنا ہے یہی حقیقت تصدیق ہے۔فی الجملہ شریعت میں کسی کو یہ حکم دینا صحیح نہیں کہ وہ مؤمن ہے مسلم نہیں یا وہ مسلم ہے مؤمن نہیں۔یہ ان کے ایک ہی معنی کی وجہ سے ہے۔

یک ہے اس لئے یہ درست ہے۔تفصیل ایمان لفظ تصدیق اور لفظ تسلیم اور لفظ اسلام سے کرتے ہیں ان میں سے ہر ایک کی تفسیر ایک دوسرے سے کرتے ہیں اور ہر اس لفظ سے جس کا معنی ان تمام کی تصدیق ہے جنہیں نبی ﷺ لے آئے بشرطیکہ تصدیق کے معنی میں کوئی کمی بیشی نہ ہو۔(وگرنہ) کہتے ہیں کہ: لَا یُصَلّٰی خَلْفَہٗ۔ اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھی جائے گی۔

☆ پس ایمان، تصدیق اور اسلام ان تمام کی تصدیق کرنے، قبول، اور تابع ہونے سے عبارت ہے جنہیں نبی ﷺ لے آئے۔

☆ چاہیے کہ اہل علم اور اہل بصیرت میں سے کسی کو اس کے بارے میں کوئی اختلاف نہ ہو۔

☆ چاہیے کہ ایمان کو اچھی طرح جان لے اور ایمان رکھے۔ایمان جاننا ایمان رکھنے کے لیے ہے۔ورنہ اس کو اچھی طرح جان تو لے لیکن نہ رکھے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔

ایمان اور حب دنیا

جان لے کہ دنیا، دنیا کے مناصب، اور مال کی محبت اور ان کی خواہشیں ایمان کو خراب کرنے والی اور روکنے والی ہیں۔اس کو درست کرنا اور اس کا خیال رکھنا ایمان ہے مصطفی ﷺ نے فرمایا ہے: لَيَأْتِيَنَّكُمْ بَعْدِيَ الدُّنْيَا يَأْكُلُ إِيمَانَكُمْ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ۔ میرے بعد دنیا آئے گی اور وہ تمہارے ایمان کو ایسے کھائے گی جس طرح خشک لکڑی کو آگ۔

ایمان کی حفاظت اس وقت تک میسر نہیں ہوتی جب تک آدمی اپنے خوہشات کو احکام خداوندی کے تابع نہ بنائے اور تمام احکام خدا کو درست نہ پکڑے۔ مصطفی ﷺ نے فرمایا ہے: لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يَكُونَ هَوَاهُ تَبَعًا لِّمَا جِئْتُ بِهِ۔ کسی کا ایمان اس وقت تک ایمان نہیں جب تک اس کے خواہشات ان کے تابع نہ ہوں جو میں لے آیا ہوں۔

یعنی تم میں سے کوئی ایمان نہیں رکھتا جب تک کہ وہ اپنی خواہشات کو ان تمام احکام، فرامین اور خبروں کے تابع نہ بنائے جو میں لے آیا ہوں۔

تمام خواہشات کو حکم خداوندی کے تابع رکھنا اس وقت میسر آئے گا:

☆ جب چشم جان جلال حضرت حق کا ناظر ہو۔

☆ شہباز محبت حق اس کے دل کے مموے کا شکار کرے۔

☆ جتنا ہو سکے تمام خواہشات جو فرمان حق کے خلاف ہوں، کو ترک کرے۔

☆ اور دل ان خواہشات کی مخالفت میں لگ جائے۔

☆ دل میں قوت کے حصول، مرادوں کی بر آوری اور آرزؤں کی تکمیل کا غم نہ کھائے۔

☆ دنیا کے فائدے اور نقصان پر دل خوش یا غمگین نہ ہو جائے۔ کیونکہ جس کسی کو موت در پیش ہو وہ دنیا کی زیب وزینت اور مال ودولت میں اضافے پر خوشی نہیں منایا کرتا۔ اس بات میں غور کرنا چاہیے۔

دیوار یتیم کی حکایت

نقل ہے کہ جس رات حضرت خضر علیہ السلام نے دیوار کو درست کیا اور موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ میں نے اس دیوار کو اس لئے درست کر دیا ہے کہ اس کے نیچے ایک خزانہ ہے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ وہ دونوں چھوٹے بچے اس دفینے کو نکال لیں۔

جب انہوں نے اس کو نکالا تو اس میں ایک سونے کی لوح تھی جس کے ایک طرف لکھا ہوا تھا کہ: عَجَبًا لِّمَنْ اَيْقَنَ بِالْمَوْتِ كَيْفَ تَفْرَحُ وَعَجَبًا لِّمَنْ اَيْقَنَ بِالْقَدْرِ كَيْفَ تَحْزَنُ وَعَجَبًا لِّمَنْ اَيْقَنَ بِالرِّزْقِ كَيْفَ يَتْعِبُ وَعَجَبًا لِّمَنْ اَيْقَنَ بِالْحِسَابِ كَيْفَ يَغْفِلُ وَعَجَبًا لِّمَنْ اَيْقَنَ بِزَوَالِ الدُّنْيَا وَتُقَلِّبِهَا بِاَهْلِهَا كَيْفَ تَطْمَئِنُّ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ۔ اس شخص پر تعجب جو موت کا یقین رکھتا ہے پھر بھی خوش ہوتا ہے۔ اس پر تعجب جو تقدیر کو مانتا ہے پھر بھی غمگین ہوتا ہے اس پر تعجب جو رزق کا یقین رکھتا ہے پھر بھی تگ ودو کرتا ہے اس پر تعجب جو حساب کتاب کو مانتا ہے پھر بھی غافل رہتا ہے اس پر تعجب جو دنیا اور اور اہل دنیا سمیت زوال کا یقین رکھتا ہے پھر بھی مطمئن ہوتا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کا رسول ہیں۔

دوسری جانب لکھا ہوا تھا کہ: اَنَا اللهُ وَحْدِىْ لَا شَرِيْكَ لِىْ خَلَقْتُ الْخَيْرَ وَالشَّرَّ۔ فَطُوْبٰى لِمَنْ خَلَقْتُهٗ لِلْخَيْرِ وَاَجْرَيْتُهٗ عَلٰى يَدَيْهِ وَالْوَيْلُ لِمَنْ خَلَقْتُهٗ لِلشَّرِّ۔ وَاَجْرَيْتُهٗ عَلٰى يَدَيْهِ۔ میں خدائے یگانہ ہوں میرا کوئی شریک نہیں میں نے خیر اور شر کو پیدا کیا پس اس شخص کے لئے مبارک ہے جسے میں نے خیر کے لئے پیدا کیا اور اس کے دونوں ہاتھوں میں نیکی کا اجرا کر دیا۔ اور برا ہو اس شخص کا جس کو برائی کے لئے پیدا کیا اور اس کے دونوں ہاتھوں میں برائی کا اجرا کر دیا۔

اس نقل کا معنی یہ ہے کہ اس شخص پر تعجب ہے جو موت کا یقین رکھتا ہے پھر بھی خوشی مناتا ہے۔ اس شخص پر تعجب ہے جو تقدیر پر یقین رکھتا ہے یعنی وہ جانتا ہے کہ کائنات کا ہر کام تقدیر الٰہی کے مطابق ہوتا ہے پھر بھی وہ اس کا فکر مند ہوتا ہے۔ اس شخص پر تعجب ہے جو رزق کا یقین رکھتا ہے پھر بھی وہ محنت و مشقت کرتا پھرتا ہے۔ اس مومن شخص پر تعجب ہے جو قیامت کے دن حساب کتاب پر یقین رکھتا ہے پھر بھی وہ اس سے غافل رہتا ہے۔ اس شخص پر تعجب ہے جو دنیا کے زوال اور اہل دنیا کے ساتھ متغیر ہونے کا یقین رکھتا ہے پھر وہ اس دنیا سے کیونکر مطمئن ہوتا ہے؟ پھر لکھا کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ۔ یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کا رسول ہیں۔

دوسری جانب لکھا ہوا تھا کہ میں خدائے یگانہ ہوں میرا کوئی شریک نہیں میں نے خیر اور شر کو پیدا کیا پس اس شخص کے لئے مبارک ہے جسے میں نے خیر کے لئے پیدا کیا اور اس کے دونوں ہاتھوں میں نیکی کا اجرا کر دیا اور برا ہو اس شخص کا جس کو میں نے برائی کے لئے پیدا کیا اور اس کے دونوں ہاتھوں میں برائی کا اجرا کر دیا۔

پس عقلمند کو چاہیے کہ:

☆ دنیا سے جی نہ لگائے کیونکہ دنیا ہمیشہ رہنے والی نہیں۔

☆ دنیا تو آخرت کی کھیتی ہے کہ:

اَلدُّنْیَا مَزْرَعَۃُ الْاٰخِرَۃِ۔ دنیا تو آخرت کی کھیتی ہے۔

☆ شجرۂ طیبہ کی ترتیب کے مطابق: کَلِمَۃً طَیِّبَۃً کَشَجَرَۃٍ طَیِّبَۃٍ اَصْلُھَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُھَا فِی السَّمَآءِ (ابراہیم: ۲۴) کلمۂ طیبہ اس شجرۂ طیبہ کی مانند ہے جس کی جڑیں زمین میں جمی ہیں اور شاخیں آسمان میں بلند ہیں۔ (دنیا کی بجائے آخرت میں) مشغول ہو جائے۔

☆ اپنے شہر وجود سے ماسوا اللہ کو نکال باہر کرے تاکہ انوار توحید اِلَّا اللہُ عالم دل پر روشن ہو جائے۔

جب دل انوار توحید سے منور ہو جائے تو جمال عظمت کا اتنا مطالعہ ہو گا کہ بندے کو مخالفت کرنے کے لئے آزاد نہیں چھوڑے گا بلکہ روز و شب رضائے حق میں مشغول کرے گا۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے داؤد صلوات

الرحمن علیہ کی جانب وحی کی کہ: مَنۡ عَرَفَنِیۡ قَصَدَنِیۡ وَمَنۡ قَصَدَنِیۡ اَرَادَنِیۡ وَمَنۡ اَرَادَنِیۡ طَلَبَنِیۡ وَمَنۡ طَلَبَنِیۡ وَجَدَنِیۡ وَمَنۡ وَجَدَنِیۡ لَمۡ یُؤۡثِرۡ عَلیٰ غَیۡرِیۡ۔ جو مجھے چاہے گا مجھے طلب کرے گا جو مجھے طلب کرے گا اسے میں پا لے گا جو مجھے پائے گا وہ مجھ پر میرے غیر کو ہرگز اختیار نہیں کرے گا۔

اس شخص پر افسوس ہے جس کو یہ صلاحیت دی گئی ہو اور ایسے مطلوب و مقصود کے طلب کی راہ جس پر کھول دیا ہو، اس کا ایک لحظہ بھی مطلوب کو طلب کیے بغیر گزر جائے۔ اس کا صبر اور آرام بھی چلا جانا چاہیے۔

تا بتحقیق بمن منزل وراہ ننمائی　　　　یکدم آرام نگیرم نفسی دم نزنم

☆یعنی اگر میری منزل کا پتہ کر کے مجھے راستہ نہ دکھایا تو میں ایک دم بھی چین کی سانس نہ لوں گا۔

(اس کو یہ بھی کہنا چاہیے کہ) میں سانس نہ لوں گا جب سے اس راہ کو دیکھ لیا ہے اور وہاں پہنچا ہے اب اس سے رخ کبھی نہیں موڑوں گا۔

یوسفم را اگر بجان بتوان خرید　　　　جان بباید داد روز من یزید

پا اگر ساکن شود نتوان نشست　　　　گہ بہ پہلو گہ بسر باید دوید

یعنی اگر جان کے بدلے یوسف خریدا جا سکتا ہے تو جان دے کر میں روز روز خریدوں گا اگر پاؤں ساکن ہوا تو کبھی پہلو کے بل اور کبھی سر کے بل چلوں گا میں محبوب کے بغیر اطمینان سے نہیں بیٹھ سکتا۔

بندے کو چاہیے کہ: مطلوب کے مقابلے میں کسی چیز کو بلند قدر نہ جانے تاکہ کل قیامت کے دن نہ کہے کہ: یٰحَسۡرَتٰی عَلٰی مَا فَرَّطۡتُّ فِیۡ جَنۡۢبِ اللّٰہِ (زمر: ۵۶) ہائے افسوس! میں اللہ کی طرف سے کوتاہی کرتا رہا۔

کہ اس دن افسوس و حسرت سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایمان کو جاننے، ایمان رکھنے اور ایمان سلامت لے جانے کی توفیق کرامت فرمائے بحق محمد وآلہ واصحابہ والسلام علی من اتبع الھدیٰ



تعارفِ مخطوطات

حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانیؒ

الفلاح لاہل الصلاح

تحقیق: محمد یعقوب براہوی

پانچویں صدی ہجری کے وسط میں خراسان بزرگ کے مردم خیز علاقہ بغ کے ایک علمی گھرانے میں ایک ننھا بچہ محمد حسین نے آنکھ کھولی تو والدین نے تمنا کی کہ اُن کے خاندان کا یہ چشم چراغ علم دین کا مثالی باعمل عالم بن کر دنیا کے گوشے گوشے تک علم کے نور پھیلانے کا سبب بن جائے۔ بچے نے ہوش سنبھالتے ہی والدین کی اسی تمنا اور دعاؤں کو زاد راہ بنایا اور حصول علم کے لیے رخت سفر باندھ لیا۔ خراسان کے کئی نامور اساتذہ کے حلقہِ تلامذہ میں شامل ہوگئے مختصر عرصہ میں فقہ اور علم حدیث پر دسترس حاصل کی۔ حصول علم کی پیاس لیے خراسان میں جہاں کہیں علم وحکمت کے مخزن کی خبر ملتی، وہ فوراًوہاں پہنچ جاتے تھے۔ دنیا بغ میں پیدا ہونے والا اس بچہ کو جائے پیدائش کی نسبت سے امام بغوی اور امام محی السنہ سے جانتی ہے۔ امام بغویؒ نے والدین کی خواہش کے مطابق تمام زندگی تقویٰ اور کثرت نوافل کو اپنا شعار بنائے رکھا۔ آپؒ حافظ قرآن ہونے کے علاوہ غیر معمولی حافظہ کے مالک تھا۔ خراسانِ بزرگوں میں امام بغویؒ بڑے نامور فقہا، محدثین، مفسرین اور مصنفین میں ایک تھے۔ آپ کے تصنیف و تالیف کی لمبی فہرست ہے لیکن ہم یہاں ان کی حدیث کی مشہور کتاب مصابیح السنہ پر مختصر گفتگو کرتے ہوئے اصل موضوع کی طرف چلتے ہیں یہ کتاب احادیث کا مجموعہ ہے جو ہر دور میں اہل علم کے ہاں یکساں مقبول ہے۔ اس کی مقبولیت کا اندازہ ہم اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ ماضی میں متعدد علماء اور صوفیائے کرام نے مصابیح السنہ کی شرحیں لکھیں۔ یہ حدیث کی مشہور کتاب مشکوۃ المصابیح اسی کتاب کا تتمہ و تکملہ ہے۔ غالباً کچھ عرصہ قبل تک مشکوۃ شریف مدرسہ شاہ ہمدان صوفیہ نوربخشیہ سکردو کے نصاب کا حصہ رہاہے شاید اب بھی مشکوۃ شریف وہاں پڑھائے جاتے ہوں واللہ اعلم۔

مصابیح السنہ : شرح مصابیح السنہ کے حوالے سے سلسلہ کبرویہ ہمدانیہ عالیہ صوفیہ نوربخشیہ کو ایک ممتاز اعزاز حاصل ہے کہ اس سلسلے کے تین عظیم مشائخ نے اس کتاب پر کام کیے ہیں جن میں شیخ ضیاء الدین عبد القاہر ابو نجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کا نام سرفہرست ہے کہ ا آپ نے شرح غریب المصابیح کے نام سے اس کتاب میں موجود غریب احادیث کی شرح لکھی۔ سعودی عرب کے دارالحکومت ریاض کی ایک خاتون نے غریب المصابیح

کے متن پر تحقیقی کام مکمل کیا ہے راقم کے پاس اُن کا تحقیقی متن موجود ہے۔ اس کے علاوہ شاہ ہمدان ڈیجیٹل لائبریری میں شرح غریب المصابیح کے دو قلمی نسخے موجود ہیں۔

شارح دوئم: شیخ نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ کے کامل خلیفہ شیخ شہاب الدین تور بشتیؒ نے بھی مصابیح السنہ کی شرح لکھی ہے۔ یہ شرح بیروت اور ترکی سے شائع ہو چکی ہے۔ شیخ شہاب الدین تور بشتیؒ کا اپنے شیخ کے حلقہِ ارادت میں داخل ہونے کا واقعہ نہایت دلچسپ پیرایے میں لکھا ہے انشاء اللہ آئندہ کسی مضمون میں اُس روح پرور واقعہ کو نذر قارئین کرنے کی کوشش کریں گے۔

شارح سوئم : حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانی رحمۃ اللہ علیہ نے ۳ جلدوں پر مشتمل ایک ضخیم شرح الفلاح لاہل الصلاح کے نام سے لکھی ہے۔ یہ شرح محدیثن کی روایات کے مطابق ۴۰ کتابوں پر مشتمل ہے ہر کتاب میں کئی کئی ابواب ہیں۔ الفلاح لاہل الصلاح کے کتاب اول سے کتاب ۳۸ تک میں شرعی امور کو تفصیل سے بیان کیا ہے اور کتاب ۳۹ اور ۴۰ میں شیخ علاء الدولہ سمنانیؒ نے طریقت کے معارف پر سیر حاصل روشنی ڈالی ہے۔

کتاب الفلاح کا اسلوب بیان دیگر شروحات سے جُدا ہے۔ اس شرح میں شیخ علا الدولہ سمنانیؒ ہر موضوع کے مطابق سب سے پہلے آیات قرآنی سے تشریح کرتے ہیں پھر اُسی موضوع سے متعلق احادیث نبوی نقل کرتے ہیں۔ اگر حدیث میں کہیں مشکل لفظ ہو تو اُن کے معنی آئمہ لغت اور شارحین حدیث کی روشنی میں وضاحت فرماتے ہیں۔ فقہی مسائل کے لیے ائمہ فقہ کے اقوال میں زیادہ تر آئمہِ اربعہ، امام ثوری اور امام زہری کا حوالہ دیتے ہیں اگر کسی مقام پر مزید وضاحت طلب ہو تو امام بغوی کے محی السنہ کے قول کی روشنی میں فوائد بیان کرتے اور آخر میں شیخ علاء الدولہ سمنانی اُس موضوع پر اپنا نقطہ نظر بیان کرتے ہیں۔

الفلاح لاہل الصلاح: یہ شرح اب تک تلاش و جستجو کے سفر کے دوران سلسلہ کبرویہ ہمدانیہ عالیہ نوربخشیہ کی دریافت ہونے والی تمام مخطوطات میں سب سے زیادہ ضخیم مخطوطہ ہے۔ دنیا کے کئی کتب خانوں میں یہ کتاب مختلف ناموں سے محفوظ ہے۔ شاہ ہمدان ڈیجیٹل لائبریری کے ڈیٹا بیس میں اب تک ۴ قلمی نسخے شامل ہوئے ہیں مزید چند اور نسخوں کے حصولِ کا قوی امکان ہے۔ ہمارے پاس دستیاب نسخوں میں سے پہلا نسخہ ریپلک ائرلینڈ کے شہر ڈبلن کے قومی کتابخانہ سے حاصل کیا گیا ہے اس نسخہ کی کتابت شیخ علا الدولہ سمنانیؒ کے وصال سے ایک

سال قبل ہوئی ہے۔نسخہ دوئم کتابخانہ آصفیہ حیدر آباد دکن میں ہے جس سے راقم نے ہمارے دوست جناب سلیم صاحب دہلی والے کے ذریعے حاصل کیاہے اس نسخہ کی کتابت ۷۱۴ہجری میں شیخ علا الدولہ سمنانیؒ کے حکم پر آپ کے ایک شاگرد مراد نے کی ہے۔نسخے کے آخری صفحہ پر شیخ علا الدولہ سمنانیؒ نے دست مبارک سے سند روایات جاری قلمبند فرمایاہے۔

نسخہ سوئم البیرونی اورینٹل انسٹی ٹیوٹ تاشقند کا نسخہ ہے جس سے راقم نے گزشتہ سال متحدہ عرب امارات میں جمعہ الماج سنٹر دوبئی کے لائبریرین جناب شیخ ابراہیم صاحب سے بلمشافہ ملاقات کے بعد اُنھوں نے عطا کیاہے یاد رہے جمعہ الماج سنٹر دوبئی میں مخطوطات کے بہت بڑے ذخائر موجود ہیں جن میں کم وبیش چار سو سے زائد صرف سلسلہ کبرویہ ہمدانیہ نوربخشیہ کے مشائخ کے علمی آثار ہیں۔2سال قبل ازبکستان کے شہر تاشقند میں البیرونی اورینٹل انسٹی ٹیوٹ جانے کا اتفاق ہوا تو وہاں کی انتظامیہ نے بتایا کہ کچھ عرصہ قبل اُن کے 35 فیصد مخطوطات دوبئ میں جمعہ الماج کے بانی شیخ جمعہ الماجد کے تعاون سے خصوصی جہاز کے ذریعے دوبئ منتقل کر کے اُن کی اسکیننگ کی ہے، انشاء اللہ العزیز مستقبل میں ہم اپنے باقی نسخے بھی اس طرح ڈیجٹل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

نسخہ چہارم" یہ نسخہ ملک سعود یونیورسٹی سعودی عربیہ کے کتابخانے میں محفوظ ہے یہ مخطوطہ نادرترین نسخوں میں سے ایک ہے چونکہ اس نایاب نسخہ کی کتابت شیخ علاالدولہ سمنانیؒ کے دست مبارک سے مکمل ہوئی ہے۔

میری نقص معلومات کے مطابق دنیامیں ابھی تک اس ضخیم کتاب پر کسی نے کام نہیں کیاہے اب الحمد اللہ میرے شیخ حضرت مفتی علی محمد ہادی مد ظلہ العالی (اللہ پاک انہیں صحت سلامتی کے ساتھ عمر خضر عطا کرے) اس کتاب کے متن پر تحقیق اور ایڈیٹ کر رہاہے۔



عکس نسخہ قومی کتابخانہ ریپبلک آئرلینڈ کے شہر ڈبلن

كما ان مكة حرام وفي هذا الحديث فائدة عظيمة وهي حفظ الادب في المنطق في حضرة الرب لانه عليه السلام
مع كونه حبيب الله ما زاد على قوله في حقه اني عبدك ونبيك وقال في حق ابراهيم عليه السلام انه عبدك
وخليلك ونبيك بارك لنا في صاعنا ومدنا يعني في طعامنا المكيل بالصاع والمد دعا لهم بالبركة في اقواتهم
عن ابيه عن عائشة رضي الله عنها انها قالت لما قدم رسول الله صلى الله عليه وسلم المدينة وعك ابو بكر
وبلال فدخلت عليهما فقلت يا ابه كيف تجدك ويا بلال كيف تجدك وكان ابو بكر اذا اخذته الحمى يقول
كل امرئ مصبح في اهله والموت ادنى من شراك نعله وكان بلال اذا اقلع عنه يرفع عقيرته ويقول
الا ليت شعري هل ابيتن ليلة بواد وحولي اذخر وجليل وهل اردن يوما مياه مجنة وهل يبدون لي شامة وطفيل
قالت عائشة فجئت رسول الله صلى الله عليه وسلم فاخبرته فقال اللهم حبب الينا المدينة كحبنا مكة او اشد
وصححها لنا وبارك لنا في صاعها ومدها وانقل حماها فاجعلها بالجحفة واخرج البخاري هذا الحديث
في عيادة النساء الرجال وعادت ام الدرداء رجلا من اهل المسجد من الانصار فوعكها وعك بفتح وعكته
الحمى يعكم وهو موعوك اي محموم وفوهها رفع عقيرته اي صوته والاذخر نبت معروف والجليل نبت يقال انه
الثمام ومجنة سوق كانت بقرب مكة وشامة وطفيل عينان هناك قال الخطابي كنت احسب انهما
جبلان حتى اثبت انهما عينان ويقال ان الجحفة كانت اذ ذاك دار اليهود فلذلك دعا بنقل الحمى اليها
المدينة ص — مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اراد اهلها بسوء اذابه الله كما يذوب الملح في الماء
[illegible] وامر عظيم وجيش [illegible] ان اعرابيا بايع رسول الله صلى الله عليه وسلم
على الاسلام فاصاب الاعرابي وعك بالمدينة فاتى النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا محمد اقلني بيعتي فابى رسول
الله صلى الله عليه وسلم ثم جاءه فقال اقلني بيعتي فابى رسول الله صلى الله عليه وسلم فخرج الاعرابي فقال رسول الله
صلى الله عليه وسلم انما المدينة كالكير تنفي خبثها وينصع طيبها الكير الزق الذي ينفخ فيه الحداد والكور
ما كان مبنيا بالطين وقوله ينصع اي يخلص وناصع كل شيء خالصه قال قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم امرت بقرية تاكل القرى يقولون يثرب وهي المدينة تنفي الناس كما ينفي الكير خبث
الحديد ياكل القرى اي يغلب اهلها طعام القرى وهي تاكلها وقيل اراد بالاكل ما يحصل من الفتوح على ايديهم
ويسوقون من الغنائم واضاف الاكل الى القرية والمراد اهلها كما قال تعالى ياكلن ما قدمتم لهن اضاف
الاكل الى السنين والمراد اهلها وقال ابو حاتم هذا مثل مراده ان الاسلام ابتدا من المدينة
ثم غلب على ساير القرى وعلا على ساير الملل فكانها قد اتت عليها وسميت القرية قرية لاجتماع الناس
فيها من قريت الماء في الحوض اي جمعته وروي ان عمر بن عبد العزيز حين خرج من المدينة التفت اليها
فبكى

(حاشیہ: وما اقلني بيعتي رسول الله صلى الله عليه وسلم ح)

عکس نسخہ کتاب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن بھارت

فهو الوقوف بعرفة لأن الحج لا يفوت بفوات غيره وقال مالك عن نافع أن عبد الله بن عمر كان يقول من لم يقف بعرفة
من ليلة المزدلفة قبل أن يطلع الفجر فقد فاته الحج ومن وقف بعرفة من ليلة المزدلفة قبل أن يطلع الفجر فقد أدرك الحج وسأل عروة
قال محيي السنة رحمه الله اتفق أهل العلم على أن الحاج إذا فاته الوقوف بعرفة في وقته فقد فاته الحج ووقته
من زوال الشمس يوم عرفة إلى أن يطلع الفجر من يوم النحر ومن فاته الوقوف في هذا الوقت يجب عليه التحلل بعمل العمرة
عن أن يكون محصورا عن البيت وعليه قضاء الحج من قابل وعليه دم شاة فإن لم يجد فصوم ثلاثة أيام في الحج في القضاء
وسبعة إذا رجع كالمتمتع عن مالك عن نافع عن سليمان بن يسار أن هبار بن الأسود جاء يوم النحر وعمر بن الخطاب ينحر
هديه فقال يا أمير المؤمنين أخطأنا العدة كنا نظن أن هذا اليوم يوم عرفة فقال له عمر رضي الله عنه اذهب إلى مكة فطف
أنت ومن معك بالبيت واسعوا بين الصفا والمروة وانحروا هديا إن كان معكم ثم احلقوا أو قصروا ثم ارجعوا فإذا
كان عام قابل فحجوا واهدوا فمن لم يجد فصيام ثلاثة أيام في الحج وسبعة إذا رجع وعن ابن عمر أنه قال لأبي أيوب الأنصاري
وقد فاته الحج اصنع كما يصنع المعتمر ثم قد حللت فإذا أدركك الحج من قابل فاحجج واهد ما استيسر من الهدي ومن
لم يقف بعرفة حتى غربت الشمس من يوم عرفة فوقف ليلا كان مدركا للحج ولا دم عليه عند عامة أهل العلم وذهب بعض أصحاب
مالك إلى أنه قد فاته الحج وقال الحسن عليه بدنة وحجه تام ومن فاته المبيت بالمزدلفة والوقوف بها فعليه دم وحجه
تام عند أكثر أهل العلم وحكي عن علقمة والشعبي والنخعي أن من فاته جمع فلم يقف به فقد فاته الحج ويحل إحرامه
بعمرة ومن تابعهم على ذلك أبو عبد الرحمن الشافعي والذهب محمد بن إسحاق بن خزيمة لقول الله تعالى فاذكروا الله
عند المشعر الحرام والأمر على الوجوب

الباب ـــــ الثامن والعشرون

في حرم مكة قال الله تعالى ومن دخله كان آمنا وقال وإذ جعلنا البيت مثابة للناس وأمنا قوله
مثابة أي معادا يصدرون عنه ويثوبون إليه يرجعون وقال الله تعالى لا أقسم بهذا البلد وأنت حل بهذا البلد
يعني مكة ليس عليك ما على الناس من الإثم فيه وقيل أي إنه أحلت ساعة من النهار وقال تعالى وهذا البلد
الأمين يعني مكة كان آمنا قبل مبعث النبي صلى الله عليه وسلم لا يغار على أهلها كما كانت العرب يغير بعضها على بعض
وقال جل ذكره إن أول بيت وضع للناس للذي ببكة مباركا قال بكة مكان البيت ومكة سائر البلد وقيل
سمي بكة لأن الناس يتباكون هناك أي يدفع بعضهم بعضا في الطواف وقيل مكة وبكة شيء واحد والباء تبدل بالميم
وقال تعالى وطهر بيتي للطائفين والعاكفين أي المصلين وقوله جعل الله الكعبة البيت الحرام قياما للناس أي
صلاحا ومعاشا لأمن الناس بها أقول وما الله الوصي العارف الكامل هو الذي يجمع بين الظاهر والباطن ويشهد
في عرفان مكة وكعبته أنه عالم صغير بالجثة وكبير في عالم الشهادة الذي هو عالم كثير بالجثة شيء إلا هو صورة للمعنى
بأن العالم الصغير الذي هو مجموعة من العناصر والعلويات وآخر التراكيب وخاتم المواليد ومستقر بأن الصلاة رحمه

فاحجج

عکس نسخہ البیرونی اورینٹل انسٹی ٹیوٹ تاشقند

عن البر والاثم فقال البر حسن الخلق والاثم ما حاك في [illegible] وكرهت ان يطلع عليه الناس نواس ما حاك في نفسك [illegible]
الحاك الراسخ في قلبك الذي يهمك وتروى الاثم ما حاك في نفسك قال ابو عبيد يقال حك في نفسي الشيء اذا لم يكن [illegible]
به وكان في قلبك منه شيء وفي حديث عبد الله الاثم حزاز القلوب يعني ما حز في صدرك وحك ولم [illegible]
فانه الاثم وقال ابن عمر لا يبلغ العبد حقيقة التقوى حتى يدع ما حاك في الصدر عن ابي سلمة عن ابي هريرة [illegible] رسول الله
صلى الله عليه وسلم ان اكمل المؤمنين ايمانا احسنهم خلقا وخياركم خياركم لنسائكم عن يعلى بن مملك عن ام الدرداء عن ابي
الدرداء عن النبي صلى الله عليه وسلم قال ان اثقل شيء يوضع في ميزان المؤمن يوم القيمة خلق حسن وان الله يبغض الفاحش
البذي والبذي سيء القول قال الشعبي اذا عظمت الحلقة فانما هي بذاء ونجاء البذاء البذاذة ومنها [illegible]
داود بن يزيد الاودي عن ابيه قال سمعت ابا هريرة يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا [illegible] ما اكثر ما
يدخل الناس النار الاجوفان الفرج والفم اتدرون ما اكثر ما يدخل الناس الجنة قالوا الله ورسوله اعلم قال [illegible] الناس
الجنة تقوى الله وحسن الخلق عن عبد الله بن ادريس قال سمعت ابي يذكر عن جدي عن ابي هريرة قال [illegible]
صلى الله عليه وسلم ما اكثر ما يدخل الناس الجنة فقال تقوى الله وحسن الخلق قيل فما اكثر ما يدخل الناس النار قال الاجوفان
الفم والفرج عن عمرو بن ابي عمرو عن المطلب بن عبد الله عن عائشة قالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان المؤمن
ليدرك بحسن خلقه درجة قايم الليل وصايم النهار وعنه عنها قالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان الرجل ليدرك
بحسن خلقه درجة الصايم عن ابي امامة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان الرجل ليدرك بحسن خلقه درجة الساهر
بالليل الظامي بالهواجر عن سلمة بن وردان عن انس قال [illegible] صلى الله عليه وسلم من ترك الكذب وهو باطل بني
له في ربض الجنة ومن ترك المراء وهو محق بني له في وسط الجنة ومن حسن خلقه بني له في اعلاها وتروى [illegible] ايضا عن ابي
امامة عن [illegible] عن ابي حازم عن طلحة بن كريز قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله كريم يحب الكرم ومعالي الاخلاق
ويكره سفسافها هذا حديث [illegible] وسفساف الامور [illegible]
سفساف الدقيق ما ارتفع من غباره عند النخل وسفساف السور رديه اقول وبالله التوفيق حسن الخلق الانصاف من نفسك
وترك الانتصاف لنفسك والشدة في الله واللين له ومن لم يكن غيورا في الدين ليس له من الخلق الحسن نصيب

الباب الرابع والعشرون

عن علاء بن مسلم عن عقيل بن طلحة وكان ابوه قد شهد عامة المشاهد مع النبي صلى الله عليه وسلم عن ابي جري الهجيمي قال قلنا يا
رسول الله انا قوم من اهل البادية فنحب ان تعلمنا عملا لعل الله ان ينفعنا به قال لا تحقرن من المعروف شيئا ولو ان
تفرغ من دلوك في اناء المستسقي وان تكلم اخاك ووجهك اليه منبسط واياك واسبال الازار فانه من الخيلاء والله لا يحب الخيلاء
وان شتمك رجل بما يعلم منك فلا تسبه بما تعلم منه فيكون اجر ذلك لك ووباله عليه وصح عن ابي ذر قال قال النبي صلى الله عليه وسلم
لا تحقرن من المعروف شيئا ولو ان تلقى اخاك بوجه [illegible] طلاقة الوجه

عکس نسخہ نادرہ بدست شیخ علاالدولہ سمنانیؒ ملک سعود یونیورسٹی سعودی عربیہ



موافقة الكتاب والسنة وقال الشبلي اذا خاطر في حال سكري وحال صحوي مما كان
يوافق الكتاب والسنة فهو حق والا فليس هو بحق وقال محمد بن الفضيل حسن المعاملة
مع الله تعالى على قدر العبودية والطائفة ما دلّنا عليه الكتاب والسنة وقال ابو بكر
الزقاق لدي في تيه بني اسرائيل فوقع في قلبي ان علم الحقيقة يخالف علم الشريعة فاذا بشخص
تحت شجرة مغيلان فصاح يا ابا بكر كل حقيقة تخالف الشريعة فهي كفر وقال الجنيد
الطرق الى الله كلها مسدودة على الخلق الا من اقتفى اثر الرسول صلى الله عليه وسلم واتبع سنته
ولزم طريقته فان الخيرات كلها مفتوحة عليه وقال سهل بن عبد الله كل وجد لا يشهد
له الكتاب والسنة فهو باطل وقال ابو سليمان الداراني ربما تنكت الحقيقة قلبي اربعين
يوما فلا اذن لها ان تدخل قلبي الا بشاهدين من الكتاب والسنة وقال السري من صفة
الصوفي ان لا يتكلم بباطن من علم ينقضه عليه ظاهر الكتاب وقيل لما حضر وفاة
ابي عثمن الحيري مزق ابنه القميص على نفسه ففتح ابو عثمن عينيه وقال يا بني خلاف السنة
في الظاهر من رياء الباطن في القلب وقال ابو عثمان المغربي اسلم الطرق من
الاغترار طريق السلوك ولزوم الشريعة وقال ابو سليمان لا ينبغي لمن الهم شيئا من الخير
ان يعمل به حتى يسمعه في الاثر فان وجده في الاثر عمل به وحمد الله على ما وافق في قلبه
وقال ابو يزيد لو نظرتم الى رجل اعطي من الكرامات حتى يتربع في الهوا فلا تغتروا به حتى
تنظروا كيف تجدونه عند الامر والنهي وحفظ الحدود واداء الشريعة قال ابو عثمان
المغربي اوضح الطريق وابعدها من الغش واقربها للصواب لزوم السنة وسبيل السلف
الصالحين ممن زاغ عن ذلك فاعلم انه لشقوته كامن وقال احمد الحواري من عمل بغير
اتباع السنة فباطل عمله لما قال عليه السلام كل عمل لا يعمل بسنتي فهو معصية عند الله عز وجل
فعليك يا طالب الوصول الى الملك بالتمسك بالعروة الوثقى والعروة الوثقى كتاب الله
وسنة المصطفى فاذا تمسكت بحبل الكتاب وذيل السنة سلكت نهج الجنة ووصلت الى المقصود
وتشرفت بمشاهدة المعبود ان الله العزيز وما ذلك على الله بعزيز تمت
خاتمة الكتاب في خامس يوم [illegible] بعون الله الملك الفتاح على يد العبد الضعيف
ابي المعالي الفقير احمد بن محمد [illegible] البيابانكي المعروف بعلاء الدولة السمناني
حامدا لربه على التوفيق ... الصلاح والفلاح ومصليا على سيدنا
محمد وآله وصحبه كل صباح ورواح اللهم اغفر لي ولمشائخي ولوالدي ولاستاذي ولجميع

تلخیص مقالہ
تحقیقات تصوف

چہل مجلس شیخ علاوالدولہ سمنانی
میں تقریب مذاہب اسلامی

تحریر: حسین سرمد محمدی
تدوین نو: غلام حسن حسنو

(نوٹ: ذیل میں ہم حسین سرمد محمدی کے ایم فل مقالے کی تلخیص دے رہے ہیں جسے انہوں نے دانشگاہ ادیان ومذاہب قم میں ایم فل کی حصولِ ڈگری کے لئے پیش کیا تھااور یونیورسٹی کی جانب سے انہیں یہ ڈگری عطا کی گئی یہاں ہم صرف متذکرہ بالا عنوان کی تلخیص دے رہے ہیں)

مقالہ نگار پہلے شیخ کی مختصر سوانح حیات سپرد قلم کرتا ہے پھر ان کی تحریری کاموں کا جائزہ لیتا ہے پھر شیخ کے آرآ وعقائد اور ان کے بارے میں اہل علم کی آرآ نقل کرتا ہے ان کے سنی یا شیعہ ہونے کے دلائل کے بعد چہل مجلس کی روشنی میں کورانہ مذہبی تعصب اور جاہلانہ اختلاف و تفرقہ سے بچنے کے سلسلے میں شیخ کی ملفوظات اور اقدامات نقل کرتا ہے۔ ہم ذیل میں ان چند نکات کی تلخیص پیش کرتے ہیں۔

ا۔ غیر فرض پر اصرار کیوں؟

جب ایران کے بڑے حصے پر سلطان محمد خدابندہ کی حکومت قائم ہوئی تو انہوں نے خطباً کو حکم دیا کہ جمعہ کے دن خلفائے راشدین کی بجائے ۱۲ اماموں کے نام خطبہ پڑھیں جب سلطان کا ایلچی یہ حکم پہنچانے اصفہان پہنچا تو خطیب نے ماننے سے انکار کیا اصفہان میں اس مسئلے پر شیعہ سنی فساد ہوا اور اصفہان کا بیشتر حصہ تباہ وبرباد ہوا جب شیخ کو اس کی اطلاع ہوئی تو متذکرہ بالا خطیب کے پاس جاکر فرمایا کہ آپ ذی علم ہیں آپ نے ایسا کیوں کیا آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ کے بعد امیر المؤمنین ابو بکر خلیفہ ہوئے انہوں نے خطبہ میں صرف اللہ کا نام لیا اور کسی کا نہ لیا جب حضرت عمر خلیفہ ہوا تو انہوں نے ابو بکر کا نام نہیں لیا پھر حضرت عثمان نے ابو بکر اور عمر کا نام نہیں لیا پھر علی نے تینوں کا نام نہیں لیا پھر حسن ۶ ماہ خلیفہ رہے انہوں نے چاروں میں سے کسی کا نام نہیں لیا جب عباسی خلفا کا دور آیا انہوں نے چاہا کہ اپنے نام خطبہ دلائیں تو اہل علم نے رائے دی کہ پہلے خلفائے راشدین کے نام پھر اپنے نام خطبہ دیں ورنہ لوگ قبول نہیں کریں گے چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پس معلوم ہوا کہ خطبے میں خلفائے راشدین کا نام لینا فرض ہے نہ سنت جبکہ مسلمانوں کے درمیان فتنہ وفساد روکنا فرض ہے آپ نے عالم دین

ہو کر عوام کی تقلید کیوں کی اتنے مسلمانوں کے خون گرنے سے تو اس کا ترک اچھا تھا۔ دوسری بات یہ کہ عباسیوں کی پیروی میں ۶۰۰ سال سے خلفائے راشدین کے نام خطبہ دے رہے ہیں اگر دس دن فرزندان رسول کا نام لیں جن پر پانچ وقت ہم درود بھیجتے ہیں تو اس میں آخر کیا ہرج ہے؟

۲۔ خواہشاتِ نفسانی سے پرہیز

شیخ علماً اور فقہاً میں خواہشات نفسانی کے غلبے کو دیکھتے ہیں جس کی بنأ پر وہ تعصب کا شکار ہو کر دوسروں پر طعن و تشنیع کرتے ہیں وہی مذہبی تعصب اور غلو، فتنہ وفساد کا موجب بنتے ہیں فرماتے ہیں میں نے اپنی کتاب الفلاح لاہل الصلاح اس لئے لکھی کہ لوگ جانتے ہیں کہ ائمۂ مجتہدین میں اختلافات ان کے خواہشاتِ نفسانی کی پیروی کا نتیجہ ہے وہ نہیں جانتے کہ وہ کس حدیث کی پیروی کرتے ہیں اور اختلاف کہاں سے پیدا ہوا؟ اس کتاب کو پڑھنے کے بعد وہ تعصب جاہلانہ ترک کریں گے، ہر کس وناکس زبان طعن دراز کرنے سے گریز کریں گے اور متابعت نبی ﷺ کا کمر بند باندھ لیں گے۔ مذہبی تعصب میں بہت زیادہ فساد ہیں اور ان میں غلو ہرگز مبارک نہیں ہے۔ میں نے سنی ہے کہ ایک دفعہ رے میں شافعیوں اور حنفیوں کے دو گروہ ہو گئے اور فرقہ ورانہ تعصب سے جنگ چھڑ گئی جس میں ۶۰۰۰ ہزار مسلمان مارے گئے۔ مجھے یہ بالخصوص غلو پسند نہیں اور کسی ایسے شخص کی تقلید جو عوام کی متابعت کرتا ہو اس میں فساد ظاہر ہوتا ہے۔

۳۔ مقام اہل بیت کا لحاظ

آپ چاہتے ہیں کہ اپنے وقت کی اہل سنت میں مقام و مراتب اہل بیت بیان کریں ان دنوں ان کے درمیان ایک امام کے پیروکار دوسرے امام کے پیروکاروں کی تکفیر کا ناپسندیدہ فعل رواج پا چکا تھا یہ دیکھ کر آپ حیرت زدہ ہو جاتے ہیں آپ اس عقیدے کو یقینی نہیں جانتے کہ میرے مذہب اور فرقے کے پیروکار درست اور صحیح ہیں اور دوسرے سب خطاکار اور باطل ہیں۔ یوں آپ خیال کرتے ہیں کہ خطا اور اطمینان یک جا نہیں ہو سکتا اس لئے آپ طریق صوفیہ کو درست سمجھتے ہیں جس میں خطا بھی نہیں اور وہ کسی پر زبان طعن و تشنیع دراز نہیں کرتے اس لئے قیامت کے دن شرمسار بھی نہیں ہونگے۔

اسی طرح آپ چاہتے ہیں کہ اہل سنت کے لوگ ائمہ اہل بیت کو بزرگ جانیں آپ اپنے مجالس میں ان

کے مقام و مراتب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: مجھے اہل سنت میں ایک چیز پسند نہیں آیا اور ان کے بزرگوں پر تعجب بھی وہ یہ کہ ہر ایک دوسرے امام کی تکفیر کرتے ہیں خدا جانتا ہے کہ ان کی غرض و غایت بجز اظہار حق کچھ نہ تھا ان کے لئے اس پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے بہت ثواب ہیں۔ درویشوں کو خود کو راہ صواب پر اور دوسرے ائمہ کو راہ خطا پر جاننے سے گریز کرنا چاہیے۔ ان پر واجب ہے کہ ایسا عقیدہ رکھے جس میں خطا و لغزش کا احتمال نہ ہو تاکہ عبادت حق اطمینان سے بجالائے اور قیامت کے دن شرمسار نہ ہوں یہ صرف طریق صوفیہ میں ممکن ہے وہ یہ کہ وہ تمام ائمہ مجتہدین کا احترام کرتے ہیں کسی کو مطعون نہیں کرتے۔ ان کے ارشادات نفسانی خواہشات کے خلاف اور تقوی کے نزدیک تر ہوتے ہیں۔ اسی طرح ائمہ اہل بیت کا خوب احترام کرے۔ ان سے متعلق عوام اہل سنت کی پیروی نہ کرے کیونکہ روافض کے غلو کے سبب ان سے محبت کرتے ہیں لیکن ان کی کما حقہ تعظیم نہیں کرتے وہ سمجھتے ہیں کہ ابو حنیفہ و شافعی اور بایزید و جنید ان سے زیادہ بزرگ ہیں حالانکہ وہ نہیں جانتے کہ ابو حنیفہ امام جعفر صادق کی محبت پر فخر کرتے ہیں اور شافعی مداحی اہل بیت پر نازاں ہیں بایزید اور جنید کو اگر ان کے پیروں تلے کی خاک مل جائیں تو اسے سرمہ چشم بنالیں ان کا مقام بیان کرنے سے زبان عاجز ہیں امام علی بن موسی الرضا کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ جب مامون کے ساتھ باغ میں انگور کھایا محسوس ہوا کہ زہر کھایا ہے اسی وقت امام جواد کو بغداد سے طوس لایا اور وصیت کی کہ فلان جگہ کھود لو وہاں سے ایک کندہ پتھر نکلے گا مجھے وہیں دفن کرو جب بالغ ہو جاؤ تو فلان درخت کے نیچے میں نے تمہارے لئے امانت رکھی ہے اسے نکالو وہ امانت کتاب جفر اور کتاب جامع ہے جنہیں امیر المؤمنین علی نے لکھی ہیں اس کو صرف امام دیکھ سکتا ہے ہر وقت امام ہو ناضروری نہیں ان کے علاوہ انبیأ سے ودیعت کچھ اور چیزیں بھی پوشیدہ ہیں امام مہدی جب ظاہر ہونگے تو یہ ان کو پہنچ جائیں گے۔

۴۔ فقہ اہل بیت کا لحاظ

شیخ جانتے تھے کہ مذاہب اہل سنت کے ائمہ بالواسطہ اور بلاواسطہ امام جعفر صادق کے شاگرد ہیں۔ چہل مجلس میں امیر نوروز کی حکایت منقول ہے جس میں آپ امیر نوروز جیسے حنفی سردار کے سامنے فقہ امام جعفر صادق سے خرگوش کی حرمت کا فتوی دیتے ہیں آپ خود فرماتے ہیں کہ: مجھے امیر نوروز کی حکایت یاد آئی وہ یوں کہ جب میں مشہد طوس کی زیارت کے لئے گیا تو یہ سردار ۵۰ سواروں کے ساتھ آیا اور کہا کہ جب تک آپ یہیں ہیں میں

آپ کے ساتھ رہوں گا ایک دن وہ اپنے ساتھ خرگوش لایا تھا اور کہا کہ میں نے خود اسے شکار کیا ہے آپ کھالیں میں نے کہا جس نے بھی شکار کیا ہو میں اسے نہیں کھاوں گا پوچھا کیوں؟ میں نے جواب دیا بقول امام جعفر صادق حرام ہے جب کوئی بزرگ اسے حرام جانے اس کا نہ کھانا بہتر ہے۔ یہ سن کر وہ چلا گیا تھوڑی دیر بعد اپنے ساتھ ایک دانشور، فقیہہ مناظر کو لے آیا اس نے مجھ سے پوچھا کہ خرگوش کو حرام کس وجہ سے کہتے ہو؟ میں نے جواب دیا امام جعفر صادق کی قول کے تحت۔ کہا ان کے پاس کوئی دلیل ہو گا بیان کیجئے میں نے کہا ان کی دلیل قرآن ہے۔ کہا قرآن میں کہاں ہے؟ میں نے جواب دیا تورات میں صریح لکھا ہوا ہے کہ خرگوش حرام ہے اور قرآن میں ہے کہ **اولئك الذين هدى الله فبهداهم اقتده** پس جسے تورات میں حرام قرار دیا ہے قرآن میں اس کو منسوخ کرتے ہوئے حلال کرنے کا ذکر نہیں۔ (چہل مجلس ص ۳۹)

۵۔ بودھوں کے انتقاد پر شریعت اور پیغمبر کا دفاع

ہم جانتے ہیں کہ ایران اور جہاں اسلام پر یورش کرنے والے مغل اور ان کی اولاد بے دین اور بد تہذیب تھے بدھ مت علماً کو ان کے دربار میں بڑا رسوخ حاصل تھا یہ دین مبین اسلام، پیغمبر اسلام اور آپ کی سنت پر طرح طرح کے حملے کرتے رہتے تھے اور شیخ سمنانی ان کے ساتھ بحث کرتے ہوئے انہیں لاجواب کرتے تھے چہل مجلس میں ایک مناظرے کی روداد شیخ نے خود نقل کیا ہے لکھتے ہیں: ایک دفعہ ایک بودھ عالم نے رسول اللہ ﷺ پر اعتراض کرتے ہوئے بادشاہ سے کہا کہ محمدؐ نے ایک طریقہ خلق کے درمیان رائج کیا ہے جو لوگوں میں خون ریزی کی رغبت کا باعث بنتا ہے جبکہ آپ کسی گھاس کی شاخ توڑنے کو بھی گناہ سمجھتے ہیں۔ دیکھئے محمدؐ کا طریقہ کتنا عظیم گناہ ہے؟ یہ سن کر شیخ نے پوچھا یہ کیسے؟ ارغون نے جواب دیا وہ یوں کہ محمدؐ نے اپنے لشکر سے کہا کہ کفار سے جنگ کریں اگر تم مارا جائے تو جنتی اور اگر تم کفار کو مار دے تو بھی جنتی ہوگے۔ اس سے جنگ میں شدت آتی ہے اور دونوں جانب بہت سے آدمی مارے جاتے ہیں۔ اس وقت ایک باغبان ہاتھ میں آری لئے ایک درخت کی شاخ تراشی کرتا اور شاخوں کو نیچے پھینک رہا تھا میں نے ارغون سے پوچھا کہ کیا آپ اس باغبان کو سال بھر اجرت دیتے ہیں؟ جواب دیا ہاں کیوں نہیں؟ میں نے پوچھا یہ سبز شاخوں کو کیوں کاٹ کاٹ کر پھینکتا ہے؟ جواب دیا یہ باغبان ہے وہ انہیں اچھی طرح جانتا ہے اور کاٹنے کے لائق شاخ کو کاٹ دیتا ہے تاکہ دوسری شاخیں مضبوط ہوں شاخ بد جو پانی کھینچا ہے وہ پانی شاخ نیک کھینچ لیں اور پھل دیں۔ یہ سن کر میں نے کہا کہ یہ جہاں اللہ

تعالیٰ کا باغ ہے محمد ﷺ اس کا باغبان، مخلوق باغ کے درخت۔ محمد جانتا ہے کہ کافر شاخ بد اور مسلمان شاخ نیک ہیں وہ شاخ بد کو کاٹ پھینکتے یعنی کفار کو مار دیتے ہیں تا کہ مسلمان فراغت خاطر کے ساتھ حق کی بندگی کریں جو نعمت کافر کھا کر گناہ کرتے ہیں، مسلمان کھا کر عبادت کریں۔ (چہل مجلس ص ۳۹)

۶۔ تناسخ کا بطلان اور ارواح کی مدد

ہندوں اور بدھ مت میں تناسخ کا عقیدہ ہے کہ جب آدمی گناہ کرتا ہے تو موت کے بعد گناہ کے مطابق کسی کمتر مخلوق کے جسم میں جنم لیتا ہے یہ سلسلہ گناہ سے پاک ہونے تک جاری رہتا ہے۔

ہر ذی روح کی روح پہلے سے موجود ہیں جب کسی کی جنین بنتا ہے تو وہ روح اس میں داخل ہوتا ہے۔ عالم ارواح میں ارواح اللہ تعالیٰ کے حکم سے مخلوق کی مدد کرتے انہیں مختلف بلاوں اور حادثات سے بچاتے ہیں کبھی کسی روح کو کسی شکل میں بھیج دیتا ہے اور بعض موقعوں پر اللہ تعالیٰ کسی فرشتے کو انسانی شکل میں بھی بھیج دیتا ہے جسے جسم مثالی کہتے ہیں مثلاً جبریل کو انسانی شکل میں حضرت مریم کے پاس بھیجا تا کہ حضرت عیسی کی روح ان میں ڈال دے جیسا کہ قرآن میں ہے **فتمثل لها بشرا سويا**۔ ایسا جسم مثالی تو ہے لیکن مادی حقیقی نہیں اس سلسلے میں شیخ حضرت سلمان فارسی کے دشت ارزنہ میں ایک شیر کے حملے سے بچانے کا ذکر کرتے ہیں۔

۷۔ امام ابو حنیفہ و شافعی کے کلام میں تطبیق

شیخ کے زمانے میں علمأو فقہاٗ اور مجتہدین کے اقوال و فرامین میں اختلافات شدید تھے اور یہ اختلافات بحث و مناظرے سے جنگ و جدل کی شکل اختیار کر جاتے تھے چنانچہ شیخ اس سے پریشان ہوتے تھے اور ان میں توجیہہ کرتے ہوئے ان میں تطبیق دیتے تھے ایک حمد میں **مَا عَبَدْنٰكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ وَلٰكِنْ عَرَفْنٰكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ** یعنی ہم نے تیری کماحقہٗ عبادت نہیں کی لیکن تجھے کماحقہٗ پہچانا جبکہ اما شافعی کہتے تھے **مَا عَبَدْنٰكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ وَمَا عَرَفْنٰكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ** یعنی ہم نے تیری کماحقہٗ عبادت نہیں کی اور تجھے کماحقہٗ نہیں پہچانا۔ شیخ ان دونوں میں تطبیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان میں کوئی اختلاف نہیں ہے امام شافعی کے مطابق اللہ تعالیٰ کا احاطہ کرتے ہوئے پہچانا مراد ہے جو ممکن نہیں اور امام ابو حنیفہ کے مطابق معرفت حق ہماری جانب

سے جتنی ممکن ہے وہ ہم جان لیتے ہیں لیکن کنہ حقیقت کا احاطہ ممکن نہیں۔یوں ان میں کوئی اختلاف نہیں۔

اسی طرح آپ اہل شریعت اور حکمأو عرفأ کے درمیان اختلاف کو دونوں جانب سے حد سے گزر جانے اور ناانصافی سے کام لینے پر محمول کرتے ہیں۔

مقالہ نگار اپنی تحقیقی مقالے میں تفصیل دینے کے بعد ان نتائج کو اخذ کرتے ہیں۔:

۱۔ یہ کہ شیخ کی نظر میں اسلامی مذاہب کے درمیان رواداری صرف سیاسی لحاظ سے نہیں بلکہ ثقافتی، عرفانی، عقائد اور دیگر تمام گوشوں میں بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے چنانچہ آپ ایک جانب اہل بیت کے اعزاز و اکرام میں کوشش کرتے ہیں دوسری جانب صحابہ کرام کی عزت واحترام کی جانب توجہ دلاتے ہیں۔

۲۔ آپ اسلامی اتفاق واتحاد اور بین المذاہب ہم آہنگی کے لئے افراط و تفریط اور تعصب سے پاک راستہ ایجاد کرتے ہیں جس کے لئے شعر وادب سے بنیاد فراہم کرتے ہیں راہ اعتدال پر مبنی افکار وآرا ان کے دیوان میں جابجا دیکھا جاسکتا ہے۔

۳۔ وہ چہل مجلس میں وحدت اسلامی کی دعوت دیتے ہیں غیر فرض وسنت پر اصرار نہ کرنے، خواہشات نفس اور تعصب سے بچنے، اہل بیت کا احترام کرنے، فقہ اہل بیت کا لحاظ کرنے، شریعت اسلام اور پیغمبر اسلام کا دفاع کرنے، بودھوں اور تناسخ کے آراً وافکار رد کرنے، فقہا و مجتہدین کے اقوال میں تطبیق کرنے پر زور دیتے ہیں۔

۴۔ آپ مجتہدین، فقہأ اور حکمأ کے درمیان اختلافات اور طعن و تشنیع کو ان کے خواہشات نفسانی کی پیروی، جاہلانہ تعصب، اور اپنے فرقہ سے متعلق غلو قرار دیتے ہیں اور انہیں سنت رسول کی متابعت کی دعوت دیتے ہیں۔

۵۔ آپ مباحث و مسائل فقہ میں کسی خاص فقہ کی پابندی میں کسی تعصب سے کام نہیں لیتا تھا فقہی مسائل میں مدلل اور صحیح تر کی پیروی کرتے اور دوسروں کو عمل کی دعوت دیتے تھے۔



تبلیغ واشاعت

نوائے صوفیہ اور علمائے نوربخشیہ

تحریر: م ش کوروی

تبلیغ واشاعتِ دین ہر مسلمان مرد اور عورت کا دینی فریضہ ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے کون واقف نہیں ان کے لئے یہ ضروری قرار دی گئی ہے کہ وَلۡتَكُنۡ مِّنۡكُمۡ اُمَّةٌ تَأۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَتُنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ کے تحت دین کی تبلیغ واشاعت اور ترویج کے لئے ایک گروہ ہمہ وقت مصروف کار ہوں۔ تاریخ شاہد ہے کہ مسلمان شروع سے ہی اس پر کاربند رہے ہیں اور اپنی بساط اور استعداد کے مطابق دین کی خدمت میں مصروف رہے ہیں۔ لیکن ماضی قریب میں علمائے کرام اور مشائخِ عظام کی تبلیغ میں کوتاہی بلکہ مجرمانہ غفلت سے دین حقہ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچانہ صرف یہ بلکہ لوگ بے عملی کس شکار اور بے راہروی سے دوچار ہو کر رہ گئے۔

اس امر سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ لداخ وکرگل اور کشمیر و بلتستان کے علاوہ کوہستان تا تاشقند و کولاب میں دین اسلام کی ترویج واشاعت کا کام حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانی اور ان کے رفقائے کار مریدوں نے سرانجام دیا۔ اس سے پہلے ان تمام علاقوں میں مختلف باطل مذاہب اور ان کے پیروکار آباد تھے آج اگر ان تمام علاقوں کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اگرچہ یہاں کے باشندے ایک قلیل اقلیت کے سوا تمام مسلمان ہیں مگر قسم قسم کے فرقوں سے تعلق رکھتے ہیں جن کے اصول وفروع اور جینے کا رنگ ڈھنگ غرض سب کچھ مختلف ہیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا حضرت امیر کبیرؒ اور ان کے مریدوں نے ہی مسلمانوں کو اس طرح مختلف العقیدہ بنایا تھا؟ یہ عجیب وغریب عقیدوں والے فرقے کیسے پیدا ہوئے؟ ذرا غور کرے تو اس سوال کا جواب مل جاتا ہے۔ وہ یہ کہ یہ سب علمائے کرام اور ساداتِ عظام کی مجرمانہ غفلت کا نتیجہ ہے اسلاف کے طرز عمل دین کی تبلیغ واشاعت چھوڑ دی۔ کچھ علاقوں کے مسلمانوں کو راہنمائی کی ضرورت تھی ان کی ضروریات کو نظرانداز کر دیا گیا۔ کچھ علاقوں میں مسلمانوں کے اندر دانستہ گروہ بندی اور پاٹی بازی کی گئی جس نے انہیں کمزور کر دیا۔ کچھ علاقوں میں غیر ضروری رسومات کو فروغ دیا گیا یوں ملت واحدہ کو پارہ پارہ کر کے ٹکڑیوں میں بانٹ کر رکھ دیے۔

ماضی میں رسل و رسائل کے ذرائع ناپید تھے ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا مشکل بلکہ بسا اوقات ناممکن تھا عمیق گھاٹیوں، خطرناک چڑھائیوں اور اترائیوں کی وجہ سے گھنٹوں کی مسافت ہفتوں میں اور ہفتوں کی مسافت مہینوں میں طے ہوتی تھی پھر زبان کا مسئلہ درپیش تھا لوگ ایک دوسرے کی زبان سے ناواقف اور علم سے نابلد تھے اور ترجمانی کرنے والے اور راہبری کرنے والوں کا فقدان تھا ہمارے اسلاف نے ایسے نامساعد اور مشکل حالات میں تبلیغ دین کا فریضہ کامیابی کے ساتھ سرانجام دیا اور ساتھ ہی لوگوں کے دلوں میں دین راسخ کرنے کیلئے اپنے باصلاحیت مریدین کے ذریعے مسلسل تبلیغ وارشاد کا بندوبست کیا آج تمام تر سہولتوں کے باوجود ہمارے علما اس فریضے سے سبکدوش ہونے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

دور حاضر میں غیر شرعی ثقافتی یلغار نے معاشرے کی صورت بگاڑ کر رکھ دیا ہے جس کا مقابلہ صحیح اسلامی احکامات پر عمل کے ذریعے کرنی ہے اسلامی احکامات کے ضامن علمائے کرام ہیں اَلْعُلَمَآءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَآءِ ہونے کے ناطے ان شیطانی ثقافتوں کا مقابلہ انہی پر واجب ہے اگر پہلے زمانے کے دشوار طریقہ پر عمل نہیں کر سکتے تو آج اپنی جگہ رہ کر بھی بہتر طریقے سے یہ فریضہ سرانجام دینا ممکن ہے ۔پرنٹ میڈیا، الیکٹرونک میڈیا اور انٹرنیٹ نے ان سب کو ممکن بنا دیا ہے ہاں اگر کوئی کچھ کرنا ہی نہ چاہے تو اس کے لئے کوئی علاج نہیں ہے۔

نوائے صوفیہ گزشتہ تین دہائیوں سے تبلیغ واشاعت دین میں مصروف ہے اس سلسلے میں کارکنان نوائے صوفیہ اور وہ چند علماؒ و دانشور قابل صد تحسین ہیں جو نہ صرف اس کے ذریعے دین کے سرحدوں کی حفاظت کا فریضہ ادا کر رہے ہیں بلکہ اپنوں کی مخالفت اور اغیار کے حملوں کا مقابلہ کرکے وارثِ انبیاؑ ہونے کا ثبوت دے رہے ہیں۔ افسوس یہ ہے کہ نوائے صوفیہ کے ذریعے سوائے چند علماؒ اور دانشوروں کے اکثر نے اشاعت دین کے اس عمل میں اپنا حصہ ڈالنے کی ابھی تک زحمت گوارا نہیں کی حالانکہ اکثر اس کی حامی اور چند اختلاف برائے اختلاف کے تحت مخالف بھی ہیں اور جوشیلے اور غلطیوں سے پر تقریریں کرنے کے لئے یہ دور دراز کا سفر طے کرکے جلسوں میں شرکت کرتے ہیں اور شعلہ بیانی کے ذریعے دادو تحسین کے ڈونگرے کرتے ہیں مگر انہی تقریر کو تحریر میں لاکر دائمی تبلیغ کرنے سے گریزاں ہیں یہ محض احساس ذمہ داری کے فقدان، احساس کمتری کی شکار یا خوش فہمی میں مبتلا ہونے کی بناپر ہے ورنہ تقریر ریکارڈ پر نہیں آتی جبکہ تحریر ریکارڈ پر آجاتی ہے تاہم ان کی

تقریر سننے والوں میں بہت سے ایسے لوگ بھی موجود ہوتے ہیں جو قرآن و سنت اور فقہ و تاریخ میں ان سے بڑھ کر نہ سہی ان سے کم ہرگز نہیں ہوتے اور محض باعث نزاع سمجھ کر غلطیوں پر اعتراض نہیں کرتے۔

غرض غیر مسلموں کی شیطانی ثقافتی یلغار، مخالفین کی مخالفت برائے مخالفت میں بعض دینی اقدار کے انکار و مخالفت اور حامیان کتاب و سنت کی مجرمانہ غفلت اور حق گوئی سے اجتناب کے باوجود نوائے صوفیہ کی مسلسل اشاعت ایک بہت بڑا کارنامہ ہے میں کارکنان نوائے صوفیہ اور ان چند علمأ و دانشوروں کو سلام کرتا ہوں اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے (آمین)



شخصیات

مولانا محمد یوسف حسن آبادیؒ

تحریر: غلام حسن حسنو

مولانا محمد یوسف صاحب چھوربٹ کے مشہور قصبے کوستنگ (موجودہ نام حسن آباد) سے تھے۔ وہ وہیں پیدا ہوئے۔ ان کے والد صاحب کو اپنے بچے کو دینی تعلیم دلانے کا شوق تھا چنانچہ انہوں نے اس وقت نوربخشیوں میں ہر دلعزیز عالم دین سید مرتضی پدر سید محمد مختار تھلے کے پاس بھیج دیے۔ وہیں مولانا محمد علی تھلوی (مولانا محمد علی شبیری ایڈوکیٹ مقیم حالِ کراچی) بھی ان کے رفیق بنے۔ یہ دونوں سید مرتضی اور سید مختار دونوں سے استفادہ کرتے رہے۔

پھر سید مرتضی کی وفات اور سید محمد مختار کے ہمدانی بن جانے کی وجہ سے انہوں نے فیصلہ کیا کہ مزید حصول علم کے لئے پنجاب جائے۔ چنانچہ جن دنوں میں گوجرانوالہ کے ایک مدرسے جامعہ رحمانیہ میں زیر تعلیم تھا، ان دنوں یہ دونوں گوجرانوالا ہی میں ایک ایسے مدرسے میں داخلہ لیا ہوا تھا جس کا استاد مکمل نابینا تھا لیکن وہ بے شمار کتابوں کا حافظ تھا اور ہر کتاب کا درس بہترین انداز میں دیا کرتا تھا۔

۱۹۶۹ء میں میں نے لاہور میں مشہور دارالعلوم جامعہ نعیمیہ میں داخلہ لیا ۱۹۷۱ء میں مولانا شبیری کراچی چلے گئے۔ جبکہ مولانا محمد یوسفؒ جامعہ نعیمیہ لاہور میں داخلہ لے کر میرے ساتھ پڑھنے لگے ہم دونوں یہاں ہم جماعتی تھے۔

ان دنوں دارالعلوم زیر تعمیر تھا ایک دن ہمارے سینئر مولانا غلام محمد غربوچنگ والے ہم دونوں کو ساتھ لے کر مفتی محمد حسین نعیمی مہتمم کے پاس گئے اور مطالبہ کیا کہ ہمیں وظیفہ دیا جائے مفتی صاحب نے مدرسے کے زیر تعمیر ہونے کی بنا پر وظیفہ دینے سے انکار کیا جس پر مولوی صاحب نے دھمکی دی اگر وظیفہ نہ دے تو وہ دارالعلوم چھوڑ دیں گے۔ مفتی صاحب نے فرمایا کہ تم لوگوں کی مرضی لیکن نقصان آپ لوگوں کا ہی ہوگا۔ چنانچہ ہم مفتی صاحب کے پاس سے اپنا سامنہ لے کر لوٹے اب یہ ہمارے لئے نام نہاد غیرت کا مسئلہ بن گیا اگلے دن ہم تینوں نے دارالعلوم چھوڑ دیا۔

مولا غلام محمد صاحب پڑھائی چھوڑ کر بلتستان آیا میں اور مولانا محمد یوسف نے مشہور شیعی یونیورسٹی جامعۃ المنتظر میں داخلہ لے لیا یہاں بھی ہم دونوں جماعتی تھے یہاں ہمیں شروع سے دو مسئلے درپیش تھے ایک یہ کہ کھرمنگ، شگر اور سکردو کے شیعہ طلبا ہم سے بوجہِ نوربخشی سخت نفرت کرتے اور روز ہم دونوں کا ان کے ساتھ بحث ہوتا۔ دوسرا مسئلہ یہ کہ یہاں روز روز چھٹی ہوتی تھی چار مہینے کے بعد ہم نے حساب لگایا تو جمعہ کی ہفتہ وار چھٹی کے علاوہ ایک مہینے کی چھٹی ہو چکی تھی۔ یوں وقت ضائع ہوتے دیکھ کر میں مولانا نے صاحب سے عرض کیا کہ اس مدرسہ چھوڑ کر کسی اور مدرسے میں جانا بہتر رہے گا میں نے دوبارہ دارالعلوم جانے کو کہا مگر ان کی غیرت نے گوارا نہیں کی یوں وہ وہیں سے سیدھا جامعہ رشیدیہ ساہیوال جا کر وہیں داخلہ لیا میں حصول مقصد کو اہمیت دیتا تھا چنانچہ دوبارہ دارالعلوم جامعہ نعیمیہ جا کر وہیں داخلہ لیا اور سات سال کا کورس ۶ سال میں مکمل کر کے نکلا جبکہ مولانا محمد یوسف صاحب کو ایک بلتی مولوی کی سازش نے جامعہ رشیدیہ چھوڑ کر جامعہ اسلامیہ صدر راولپنڈی میں داخلہ لینا پڑا وہیں سے فراغت کے بعد جامعہ شاہ ہمدان سکردو میں امام اور محلے کے بچوں کے استاد کی حیثیت سے تادم واپسیں خدمات سرانجام دیتے رہے۔

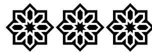
مولانا صاحب کو میں نے انتہائی صاف ستھرا اور صاف گو پایا وہ اپنے کام سے کام رکھتے۔ خاموش رہتے۔ وہ انتہائی محنتی مگر کندھ ذہن آدمی تھے میں نے اپنی زندگی میں ان سے زیادہ پڑھائی میں محنتی کوئی نہیں دیکھا جب مدرسے میں پڑھائی کا وقت ختم ہوتا تو نماز ظہر پڑھنے اور کھانا کھانے کے بعد درسی کتابیں بغل میں دباتے مدرسے سے نکل جاتے کسی درخت کے سایے میں بیٹھ کر شام کے سائے پھیلنے تک وہیں پڑھتے رہتے۔ دوران تعلیم وہ ہمیشہ باوضو رہتے اور نماز تہجد کے مکمل پابند تھے جامعہ نعیمیہ لاہور اور جامعہ رشیدیہ ساہیوال کے طلبا ان کے رہن سہن اور بودوباش سے نہایت متاثر تھے اور انہیں فرشتہ قرار دیتے تھے۔

بلتستان واپسی کے بعد وہ جامعہ شاہ ہمدان کی مسجد میں امام اور مقامی طلبا وطالبات کے معلم مقرر ہوئے۔ اس دوران وہ انہی خدمات کی بجا آوری کے ساتھ ساتھ جامعہ کے لئے وقتاً فوقتاً عطیات جمع کرنے کی غرض سے مختلف علاقوں کے دورے کرتے رہے۔ انہی کی امامت کے دوران جامعہ شاہ ہمدان کی عظیم الشان دو منزلہ مسجد کی توسیع و تعمیر ہوئی۔

مولانا صاحب عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ بہت اچھے قاریٔ قرآن بھی تھے انہیں اللہ تعالیٰ نے خوبصورت اور مدھر آواز سے نوازا تھاوہ کچھ عرصہ ریڈیو پاکستان سکر دوسے قرآن پاک کا بلتی ترجمہ سناتے رہے ریڈیو پاکستان سے مصری اور سعودی عرب قرأ کی تلاوت تسلسل کے ساتھ نشر ہوتی تھی تلاوت کے فوراًبعد مولانا صاحب شستہ بلتی میں ترجمہ کرتے۔اسی طرح کبھی کبھی کسی موضوع پر وعظ کرتے۔یہ ترجمہ اور وعظ بلتی زبان میں ان کے اپنے ہاتھ کا لکھا انہی کے پاس دیکھا تھا۔

مولانا جامعہ شاہ ہمدان کے امام کی حیثیت سے تمام حلقوں میں مقبول تھے نور بخشی گروہی اختلافات سے ایک حد تک کنارہ کش تھے۔یہی وجہ ہے کہ وہ نور بخشیوں میں بہت مقبول تھے۔

اچانک رحلت کے بعد جب ان کا جسد خاکی آبائی بستی حسن آباد لے جاتے ہوئے خپلو پہنچے تو یہاں ان کا نماز جنازہ پڑھا گیا جس میں ہر فرقے اور ہر مسلک کے لوگ شریک تھے خپلو کی تاریخ میں مولانا مفتی عبداللہ اور بوافقیر کے بعد یہ تیسرا بڑا جنازہ تھا۔اللہ تعالیٰ ان کی نیکیوں میں اضافہ اور تقصیرات کو معاف فرمائے اوران کے لواحقین کو صبر جمیل اوراجرِ جلیل سے نوازے (آمین)



شخصیات

مولانا محمد یوسف حسن آبادیؒ

تحریر: احسان علی دانش

سلسلہ نوربخشیہ کے ایک اور مجاہد مولانا یوسفؒ نے دنیا کو خیر باد کہا اور ہزاروں لاکھوں عقیدت مندوں کو سوگوار چھوڑ کر راہی جنت ہو گئے۔ کہتے ہیں کہ نوربخشی دنیا کی دو ہستیوں نے دین و ملت کے لئے اپنی اپنی زندگیاں وقف کیں ان میں سے ایک حال ہی میں رحلت فرمانے والے عالم الدین، قاری، مرکز صوفیہ نوربخشیہ مدرسہ شاہ ہمدان سیٹلائٹ ٹاؤن سکردو کی مسجد کے امام حضرت مولانا یوسف صاحب تھے اور دوسری ہستی مولانا غلام رسول صاحب کی ذات تھی مولانا غلام رسول کا تعلق براہ گانچھے سے تھا مگر تبلیغ دین کی خاطر شگر کو اپنا مسکن بنایا اور زندگی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں گزار دی۔

مولانا یوسف نے پنجاب کے مختلف دینی مدارس سے دینی علوم حاصل کئے اور بلتستان آکر چار دہائیوں سے تسلسل کے ساتھ تبلیغ میں وقت گزاری کی۔ مدرسہ شاہ ہمدان سکردو کی مسجد میں آپ کی امامت کی اپنی شان تھی۔ سال میں ایک آدھ بار جب آپ مدرسہ کے چندے کی غرض سے بلتستان کے گاؤں گاؤں دورہ فرماتے اور کوئی دو مہینے لگتے تو آپ کے مامون آپ کی قرات کو ترس جاتے اور جس دن محراب میں آپ کی بلند و بالا دلربا لحن میں قرات سنتے تو مامون کو اپنی نمازیں قبول ہوتی محسوس ہوتیں۔

مولانا یوسف ایک باغ و بہار شخصیت کے انسان تھے جس ناطے آپ ہر دلعزیز تھے۔ آپ کے نورانی چہرے پر ایک مستقل مسکراہٹ پھیلی رہتی جو ہر انسان کو اپنی طرف کھینچ لیتی۔ مولانا صاحب نے دیگر مولویوں کی طرح کسی جناح کیپ یا بڑے عمامے وغیرہ استعمال نہیں کئے۔ آپ زندگی بھر براون رنگ کی چادر باندھا کرتے جس کا اپنا ایک انداز ہوتا آپ کے چادر باندھنے کا یہ طریقہ کسی مولوی میں آج تک نہیں دیکھا۔ زندگی میں آپ کی نفاست پسندی بھی اپنی مثال آپ تھی۔ آپ کے کپڑے کوٹ اور چادر تک صاف ستھری دھلی ہوئی استری شدہ ہوتی۔ آپ گزشتہ 40 سالوں سے مدرسہ شاہ ہمدان کے معلم تھے اور بچوں کو ناظرہ قرآن کی تعلیم دیا کرتے تھے اور ساتھ میں دو بار مدرسہ کے چندے کے لئے جایا کرتے اور لاکھوں روپے جمع کر کے لے آتے کہتے ہیں کہ بہت سارے مخیر لوگ سال بھر آپ کا انتظار کرتے اور چندہ زکواۃ وغیرہ آپ کے ہاتھ دے دیتے۔ مدرسہ شاہ

ہمدان میں آئے دن آنے والی میتون کے غسل کا انتظام خود کرتے جس کے لئے سال بھر کفن سدرہ اور کافور تیار رکھتے۔ آپ اپنی زندگی میں کم و بیش ہزاروں میتوں کو غسل دے چکے ہوں گے اور ان کی نماز جنازہ پڑھی ہو گی۔ میت دن رات جب بھی پہنچ جاتی آپ چوکس رہتے۔ عصر کی نماز کے بعد مسجد کے صحن میں مقامی نمازیوں اور مدرسے کے طلبا کے ساتھ محفل جمتی اور آپ دینی موضوع پر گفتگو فرماتے سیٹلائٹ ٹاؤن سکردو کے مدرسہ شاہ ہمدان کی رونق ہی آپ کے دم قدم سے تھی۔ جب سے کرونا وائرس کے حملے کے بعد لاگ ڈاؤن کیا اور جمعہ کی نماز خانقاہ معلی کرسمہ تھنگ کی بجائے محلوں کی مساجد میں ادا ہونے لگی تو آپ سیٹلائٹ ٹاؤن کی مسجد میں تسلسل سے جمعہ کے خطبے دے رہے تھے مگر جب آپ رحلت فرما گئے تو ایک عجیب سی کمی شدت سے محسوس ہونے لگی ہے جس کو پورا ہونے میں شاید برسوں لگے۔

گزشتہ دنوں آپ کو یکایک دل کی تکلیف ہوئی اور ہسپتال بھی لے جایا گیا مگر آپ کی زندگی کے دن تمام ہو گئے تھے آپ جمعرات کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ مدرسہ شاہ ہمدان میں رات سے ہی لوگوں کی آمد شروع ہو گئی اور صبح تک سارا سکردو جمع ہو گیا اور جس دکھ اور غم کا اظہار کیا وہ الفاظ میں لایا نہیں جا سکتا۔ جمعرات کی صبح آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور آپ کی میت کو اپنے آبائی گاؤں حسن آباد چھوربٹ لے جایا گیا۔

ہمایوں پل کے مقام پر اہالیان سرمیک نے بھی نماز جنازہ ادا کی جس کی امامت اخوند ابراہیم دونگس نے کی۔ کھرفق کے مقام پر بھی جنازہ کی نماز ادا ہوئی، ڈاغونی پل پر ڈاغونی بلغار، تھلے اور کھرکو کے عقیدت مند جمع تھے انہوں نے بھی نماز جنازہ شیخ عبداللہ کی معیت میں پڑھی۔ براہ کے مقام پر بھی لوگ جمع تھے اور یہی کچھ دہرایا گیا یہاں امامت کے فرائض سید مختار ابن سید جمال الدین نے ادا کئے۔ خپلو بازار میں خپلو کے عوام سمیت ضلع کے سربراہان اور سرکاری اداروں کے سربراہان بھی نماز جنازہ میں شامل ہوگئے، یہاں نماز جنازہ کی امامت مولانا عبدالسلام نے کی۔ یوچنگ کے مقام پر مولانا محسن علی ساقی کی امامت میں نماز جنازہ ہوئی اسی طرح اہالیان سرموں شیخ عبداللہ کی امامت میں نماز جنازہ میں شامل ہو کر اپنی عقیدت کا اظہار کیا۔ وادی چھوربٹ میں مرچھا کے مقام پر اہلیان مرچھانے بھی نماز جنازہ پڑھی جس کی امامت مولانا غلام رسول کو حاصل رہی۔ یوں دن دو بجے آپ کی آخری نماز جنازہ اپنے آبائی گاوں حسن آباد کے ہائی سکول کے گراونڈ میں ادا ہوئی یہاں سکردو کے

مرکزی خطیب مولانا عارف حسین نے امامت فرمائی اور ہزاروں اشکبار آنکھوں کے سامنے آپ کے جسد خاکی کو دفنایا گیا۔

اس موقع پر علماء سپریم کونسل کے جنرل سیکریٹری مولانا محسن علی کے رقت آمیز خطاب سے لوگوں کی آہ وزاری آسمان چھونے لگی۔ آپ نے فرمایا یہ وہ انسان عظیم ہے جو بلتستان کے گھر گھر جا کر نقد یا جنس کی صورت میں جو کچھ ملا جمع کر سکردو مدرسہ شاہ ہمدان پہنچایا اور وہ مدرسہ آج صوفیہ نوربخشیہ کا چہرہ ہے۔

انجمن صوفیہ نوربخشیہ سکردو کے جنرل سیکریٹری غلام علی حیدری نے اپنے مختصر خطاب میں ان تمام سوگواروں کی خدمت میں تعزیت پیش کی جو سکردو سرمیک شگر اور خپلو کے علاقوں سے چھوربٹ حسن آباد تک آئے اور آپ کے ساتھ بھرپور پور عقیدت کا اظہار کیا۔ آپ نے کہا کہ حضرت مولانا یوسف نے زندگی دین کی آبیاری کے لئے وقف کر دی آج جب ہم سے جدا ہو گئے تو یہ ایک المناک حادثہ سے کم ہرگز نہیں۔

مولانا یوسف کی رحلت کے بعد صوفیہ نوربخشیہ کے اکابرین صوفی غلام محمد، غلام علی حیدری، حاجی صادق صدیقی، بابو دولت، بابو الطاف، ابراہیم تھلوی، ابراہیم ثنائی وزیر تعلیم، حاجی اقبال سابق ممبر، غلام حسین صوبائی وزیر، میجر امین صوبائی وزیر، سیشن جج جناب یوسف صاحب، سیشن جج جناب اسحاق صاحب، مولانا عبد السلام، مولانا غلام حسن حسنو، اسسٹنٹ کمشنر چھوربٹ جناب محمد رضا صاحب، محترمہ آمنہ انصاری، محترمہ شیریں اختر، حسین سرمو، مولانا محسن علی ساقی، شیخ عبد اللہ، پرنسپل مدرسہ شاہ ہمدان، مولانا موسیٰ تھلے، مولانا داود، مولانا علی محمد ہادی، ڈاکٹر نیاز علی، حاجی ابراہیم سابق ڈی سی، حاجی شکور علی، بابو جبار، علی محمد، حاجی محمد، حاجی ابراہیم، محمد یعقوب آری علی سرمیکی، محمد لطیف آری عبد اللہ، ماسٹر محمد قاسم سرمیکی این وائی ایف کی تمام یونٹوں کے صدور نے گہرے رنج و غم کا اظہار کیا۔ خدا آپ کو اپنے جوار میں مقام عطا کرے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا کریں آمین۔

